رحیم چچا کے چھوٹے سے گھر کے باہر لوگوں کا ہجوم تھا۔ ہر آنکھ میں حقارت تھی اور ہر زبان پر طعنہ۔ صحن کے بیچوں بیچ نور بیٹھی تھی، وہی نور جس کے حسن کی مثالیں پورا محلہ دیتا تھا، آج وہ مٹی میں رُل رہی تھی۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا اور آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسو زمین میں جذب ہو رہے تھے۔

رحیم چچا کا بوڑھا وجود کانپ رہا تھا۔ ان کی پگڑی، جو ان کی عزت تھی، آج ان کے قدموں میں پڑی تھی۔

"میں نے اسی دن کے لیے تجھے پالا تھا؟" رحیم چچا کی آواز میں دکھ کم اور کرب زیادہ تھا۔

میں پڑی تھی۔

"میں نے اسی دن کے لیے تجھے پالا تھا؟" رحیم چچا کی آواز میں دکھ کم اور کرب زیادہ تھا۔

"لوگ کہہ رہے ہیں کہ تو... تو امید سے ہے؟ بن بیاہی ماں بننے والی ہے تو؟ میری سفید داڑھی کا بھی لحاظ نہیں کیا تو نے؟" نور نے لب ہلانے کی کوشش کی، "بابا... میں..." لیکن الفاظ حلق میں پھنس گئے۔ وہ کیا بتاتی؟ کہ اس کے جسم میں پلنے والا وجود گناہ نہیں ہے؟ لیکن اس کا ثبوت کہاں تھا؟ پاس کھڑی ایک عورت نے حقارت سے تھوکا۔

"اری او! شکل تو دیکھو اس کی، بھولی بنتی ہے اور کرتوت دیکھو۔ ارے اس بچے کا باپ کون

اس کا ثبوت کہاں تھا؟ پاس کھڑی ایک عورت نے حقارت سے تھوکا۔

"اری او! شکل تو دیکھو اس کی، بھولی بنتی ہے اور کرتوت دیکھو۔ ارے اس بچے کا باپ کون ہے؟ کوئی آوارہ گرد ہو گا جس کے ساتھ منہ کالا کیا ہو گا۔" "نکال باہر کرو ایسی لڑکی کو!" مجمع سے آواز آئی۔ "یہ ہمارے محلے کی لڑکیوں کو بھی خراب کرے گی۔" رحیم چچا نے روتے ہوئے ہاتھ اٹھایا، شاید وہ اسے مارنے والے تھے یا گھر سے نکالنے والے تھے، کہ اچانک ایک گرجدار آواز نے پورے مجمعے پر سناٹا طاری کر دیا۔

"خبردار! جو کسی نے اسے ہاتھ بھی لگایا۔" سب کی نظریں مڑیں۔ وہاں حویلی کا چھوٹا مالک،

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

گرجدار آواز نے پورے مجمعے پر سناٹا طاری کر دیا۔

"خبردار! جو کسی نے اسے ہاتھ بھی لگایا۔" سب کی نظریں مڑیں۔ وہاں حویلی کا چھوٹا مالک، زاویار سکندر کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کہ لوگ خود بخود پیچھے ہٹ گئے۔ وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا نور کے پاس آیا، جو اب بھی زمین پر بیٹھی کانپ رہی تھی۔ زاویار نے جھک کر نور کا بازو تھاما اور اسے سب کے سامنے کھڑا کر دیا۔ لوگوں کی سانسیں رک گئیں۔

حویلی کا مالک اور یہ ملازمہ؟ رحیم چچا نے ہکلاتے ہوئے کہا،

"چھوٹے صاحب... آپ... آپ یہاں نہ آئیں، یہ ناپاک ہو چکی ہے، یہ

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

حویلی کا مالک اور یہ ملازمہ ؟ رحیم چچا نے ہکلاتے ہوئے کہا،

"چھوٹے صاحب... آپ... آپ یہاں نہ آئیں، یہ ناپاک ہو چکی ہے، یہ

بدکردار... ""بس!" زاویار نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش کروایا۔ اس کی آواز میں ایسی

دھمک تھی کہ رحیم چچا سہم گئے۔ زاویار نے ایک نظر اس روتی ہوئی کانپتی لڑکی پر ڈالی اور پھر

سر اٹھا کر مجمعے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا

"یہ لڑکی پاک ہے...

اور جس بچے کی تم بات کر رہے ہو، وہ کوئی گناہ نہیں ہے۔" پورے مجمعے میں کھسر پھسر شروع

Digital Books Library
Zubinovelszone.com

"یہ لڑکی پاک ہے...

اور جس بچے کی تم بات کر رہے ہو، وہ کوئی گناہ نہیں ہے۔"پورے مجمعے میں کھسر پھسر شروع ہو گئی۔"کیا مطلب ؟""کیونکہ یہ میری بیوی ہے، اور وہ بچہ... میرا خون ہے، اس حویلی کا وارث ہے۔"زاویار نے نور کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں سختی سے جکڑ لیا اور ایک ایک لفظ چبا کر بولا

★★★

گاؤں کی فضا میں ابھی صبح کی خنکی باقی تھی۔ مرغ کی اذان کے ساتھ ہی گاؤں کے کچے راستوں پر ہلکی ہلکی چہل پہل شروع ہو چکی تھی، مگر گاؤں کے آخری سرے پر بنا وہ چھوٹا سا

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

راستوں پر ہلکی ہلکی چہل پہل شروع ہو چکی تھی، مگر گاؤں کے آخری سرے پر بنا وہ چھوٹا سا گھر ابھی بھی خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ مٹی کی لیپ کی ہوئی چار دیواری کے اندر ایک چھوٹا سا کچا صحن تھا جس کے کونے میں بیری کا ایک پرانا درخت اپنے جھکے ہوئے ٹہنوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ نور نے لکڑی کے دروازے کی چرچراہٹ سے بچنے کے لیے

اسے آہستگی سے کھولا اور صحن میں نکل آئی۔ اس کے پیروں تلے کچی زمین کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اس نے گہری سانس لے کر صبح کی تازہ ہوا کو اپنے اندر اتارا۔ صحن کے ایک کونے میں مٹی کا چولہا بنا ہوا تھا اور پاس ہی لکڑیوں کا ڈھیر۔ اس نے دوپٹہ سر پر اچھی طرح

... صحن میں آ گئی۔ اس کے پیروں کے نیچے زمین کی ٹھنڈک

محسوس ہوئی۔ اس نے گہری سانس لے کر صبح کی تازہ ہوا کو اپنے اندر اتارا۔ صحن کے ایک کونے میں مٹی کا چولہا بنا ہوا تھا اور پاس ہی لکڑیوں کا ڈھیر۔ اس نے دوپٹہ سر پر اچھی طرح باندھا اور چولہے میں آگ سلگانے لگی۔ لکڑی گیلی تھی، شاید رات کی اوس کی وجہ سے، اس لیے دھوئیں نے اس کی آنکھوں میں پانی بھر دیا۔ "کھکھ... کھکھ...

"کمرے کے اندر سے اٹھنے والی کھانسی کی آواز پر نور کا ہاتھ رک گیا۔ اس نے جلدی سے پھونکنی سے آگ تیز کی اور پانی چڑھا دیا۔ یہ کھانسی اب ان کی زندگی کا معمول بن چکی تھی۔

رحیم چچا، جو کبھی اپنی جوانی میں پوری حویلی کا باغ اکیلے سنبھالتے تھے، اب خود سوکھے ہوئے

پھونکنی سے آگ تیز کی اور پانی چڑھا دیا۔ یہ کھانسی اب ان کی زندگی کا معمول بن چکی تھی۔

رحیم چچا، جو کبھی اپنی جوانی میں پوری حویلی کا باغ اکیلے سنبھالتے تھے، اب خود سوکھے ہوئے درخت کی طرح ہو گئے تھے۔ چائے تیار کر کے وہ اندر کمرے میں گئی۔ کمرہ چھوٹا سا تھا، جس کی چھت لکڑی کے شہتیروں پر ٹکی تھی۔

دیواروں کا پلاسٹر جگہ جگہ سے اکھڑ رہا تھا۔ "بابا... چائے پی لیں۔" نور نے پیالی چارپائی کے پاس رکھی تپائی پر رکھی۔ رحیم چچا نے کمزور آنکھوں سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔ "آج اتنی جلدی اٹھ گئی نور؟" "جی بابا،" نور نے مسکرا کر ان کے پیروں پر چادر درست کی۔ "آج حویلی

Digital Books Library
zubinovelszone.com

اٹھ گئی نور؟""جی بابا،"نور نے مسکرا کر ان کے پیروں پر چادر درست کی۔"آج حویلی جلدی جانا ہے۔بی اماں نے پیغام بھجوایا تھا کہ آج مہمان آنے والے ہیں، کام زیادہ ہو گا۔اور آپ..."اس نے لہجے میں تھوڑی سختی پیدا کرنے کی کوشش کی،

"آپ آج کام پر نہیں جائیں گے۔""بیٹی! حویلی گاؤں سے دور ہے، اور دھوپ نکلتے ہی راستہ تپ جاتا ہے۔میں چلا جاتا تو..."میں چلی جاؤں گی بابا،"نور نے بات کاٹ دی۔"میں بچی نہیں ہوں اب۔اور ویسے بھی، حویلی کا راستہ تو سیدھا کھیتوں کے بیچ سے جاتا ہے، مجھے کون سا بازار سے گزرنا ہے۔"رحیم چچا نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔"اللہ تیری حفاظت کرے۔بس

بازار سے گزرنا ہے۔" رحیم چچا نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ "اللہ تیری حفاظت کرے۔ بس
دھیان رکھنا نور، ہم غریب لوگ ہیں، ہماری عزت ہی ہماری کل کمائی ہے۔ حویلی کے بڑے
لوگ... ان کی دنیا الگ ہے۔ وہاں سر جھکا کر جانا اور سر جھکا کر آنا۔

"نور نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس نے ناشتے میں بچی ہوئی روٹی چائے میں ڈبو کر کھائی، گھر کا
دروازہ اچھی طرح بند کیا اور اپنی چادر میں خود کو لپیٹ کر باہر نکل آئی۔ باہر کھیتوں میں ہریالی
لہرا رہی تھی۔ سرسوں کے پھولوں کی پیلاہٹ دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ نور کچی پگڈنڈی پر تیز
تیز قدم اٹھاتی چلنے لگی۔

تیز قدم اٹھاتی چلنے لگی۔

اس کے جوتے مٹی میں اٹ رہے تھے مگر اس کی چال میں ایک عجیب سا وقار تھا۔ دور افق پر "سکندر حویلی" کے اونچے مینار اور سفید دیواریں نظر آ رہی تھیں۔ یہ حویلی پورے گاؤں پر حکمرانی کرتی تھی، بالکل اسی طرح جیسے اس کا مالک، زاویار سکندر، سب کے دلوں پر خوف طاری رکھتا تھا۔ نور نے حویلی کے بلند و بالا گیٹ کو دیکھا جو قریب آتا جا رہا تھا۔

★★★

حویلی کا آہنی گیٹ کسی قدیم قلعے کے دروازے جیسا بلند اور بھاری تھا۔ گیٹ کے دونوں

★★★

حویلی کا آہنی گیٹ کسی قدیم قلعے کے دروازے جیسا بلند اور بھاری تھا۔ گیٹ کے دونوں اطراف اونچے ستونوں پر سنگِ مرمر کے شیر بنے ہوئے تھے جو آنے والوں کو اپنی ہیبت سے ڈرا دیتے تھے۔ نور وہاں پہنچی تو اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنی چادر درست کی اور گیٹ کے ساتھ بنی چھوٹی کھڑکی کے پاس آئی۔ وہاں مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا ایک پہرے دار بندوق کندھے پر لٹکائے کھڑا تھا۔

"کون ہے؟" اس کی کڑک دار آواز نے نور کو سہمنے پر مجبور کر دیا۔ "جی میں... میں رحیم مالی

"کون ہے؟" اس کی کڑک دار آواز نے نور کو سہمنے پر مجبور کر دیا۔ "جی میں... میں رحیم مالی کی بیٹی ہوں،" نور نے اپنی نظریں زمین پر جمائے جواب دیا۔ "بابا کی طبیعت ناساز ہے، بی اماں نے پیغام بھیجا تھا کام کے لیے۔" پہرے دار نے شک بھری نظروں سے اس سادہ سی لڑکی کو دیکھا، پھر بیزار لہجے میں گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھول دیا۔ "اندر جاؤ۔ سیدھا پیچھے والے راستے سے کچن کی طرف جانا۔ ادھر ادھر گھومنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

نور نے سر ہلایا اور جلدی سے اندر داخل ہو گئی۔ اندر قدم رکھتے ہی جیسے دنیا بدل گئی۔ باہر گرم لو چل رہی تھی اور مٹی اڑ رہی تھی، لیکن حویلی کی اونچی دیواروں کے اندر فضا پر سکون

نور نے سر ہلایا اور جلدی سے اندر داخل ہوگئی۔ اندر قدم رکھتے ہی جیسے دنیا بدل گئی۔ باہر گرم لو چل رہی تھی اور مٹی اڑ رہی تھی، لیکن حویلی کی اونچی دیواروں کے اندر فضا پرسکون اور معطر تھی۔ وسیع و عریض لان میں سبز مخمل جیسی گھاس بچھی ہوئی تھی، اور جگہ جگہ رنگ برنگے غیر ملکی پھول کھلے تھے۔ فواروں سے گرتے پانی کی آواز ایک مدھر سنگیت کی طرح لگ رہی تھی۔ نور سوچنے لگی کہ ان کے گھر میں پینے کے پانی کی
ایک بوند کے لیے کتنی مشقت کرنی پڑتی ہے، اور یہاں پانی صرف سجاوٹ کے لیے بہہ رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی اسے اپنی غربت کا احساس شدت سے ہوا۔ وہ سر جھکائے، نظریں اپنے

ایک بوند کے لیے کتنی مشقت کرنی پڑتی ہے، اور یہاں پانی صرف سجاوٹ کے لیے بہہ رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی اسے اپنی غربت کا احساس شدت سے ہوا۔ وہ سر جھکائے، نظریں اپنے جوتوں پر مرکوز کیے، پیچھے والے برآمدے کی طرف بڑھی۔ وہاں ملازمین کی چہل پہل تھی۔ کوئی سبزی کاٹ رہا تھا تو کوئی چاندی کے برتن چمکا رہا تھا۔ بی اماں ایک کرسی پر بیٹھی سب کو ہدایات دے رہی تھیں۔ ان کے سفید بال نفاست سے جوڑے میں بندھے تھے اور آنکھوں پر موٹے شیشوں والی عینک تھی۔ "بی اماں..." نور نے دھیمی آواز میں پکارا۔ بی اماں نے عینک کے اوپر سے دیکھا۔ نور کو دیکھتے ہی ان کے چہرے پر ایک اطمینان آیا۔ "آ گئی

اور آنکھوں پر موٹے شیشوں والی عینک تھی۔ "بی اماں... "نور نے دھیمی آواز میں پکارا۔ بی اماں نے عینک کے اوپر سے دیکھا۔ نور کو دیکھتے ہی ان کے چہرے پر ایک اطمینان آیا۔ "آ گئی نور؟ اچھا کیا جو جلدی آ گئی۔ رحیم کی طبیعت کیسی ہے اب؟" "بہتر ہے بی اماں،" نور نے ادب سے جواب دیا۔ بی اماں اپنی جگہ سے اٹھیں۔ "دیکھو بیٹی، آج کام زیادہ ہے۔ اوپر مہمان خانہ اور چھوٹے صاحب کی لائبریری کی صفائی کرنی ہے۔

پرانی ملازمہ چھٹی پر ہے اور مجھے کسی نئی لڑکی پر بھروسہ نہیں، لیکن رحیم کی بیٹی ہو اس لیے تمہیں اندر جانے دے رہی ہوں۔" بی اماں نے اسے ایک جھاڑن اور صفائی کا سامان پکڑا یا اور

پرانی ملازمہ چھٹی پر ہے اور مجھے کسی نئی لڑکی پر بھروسہ نہیں، لیکن رحیم کی بیٹی ہو اس لیے تمہیں اندر جانے دے رہی ہوں۔" بی اماں نے اسے ایک جھاڑن اور صفائی کا سامان پکڑایا اور تنبیہ کرتے ہوئے کہا" ایک بات کان کھول کر سن لو۔ چیزیں اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔ اور سب سے اہم بات... "بی اماں نے چاروں طرف دیکھ کر آواز دھیمی کی، "چھوٹے صاحب...

زاویار صاحب گھر پر ہی ہیں۔ اگر وہ سامنے آجائیں تو راستہ چھوڑ دینا،

نظر مت اٹھانا، اور بنا پوچھے بات مت کرنا۔ ان کا غصہ مشہور ہے، چھوٹی سی غلطی پر بھی قیامت ڈھا دیتے ہیں۔" نور کے حلق میں خوف کا گولہ سا اٹک گیا۔ اس نے لرزتے ہاتھوں

نظر مت اٹھانا، اور بنا پوچھے بات مت کرنا۔ ان کا غصہ مشہور ہے، چھوٹی سی غلطی پر بھی قیامت ڈھادیتے ہیں۔" نور کے حلق میں خوف کا گولہ سا اٹک گیا۔ اس نے لرزتے ہاتھوں سے سامان تھاما۔ جی... جی بہتر۔" بی اماں اسے لے کر حویلی کے مرکزی حصے میں داخل ہوئیں۔ نور نے جیسے ہی دہلیز پار کی، ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اس کا استقبال کیا۔ اندر کا درجہ حرارت باہر سے بہت کم تھا۔ چھتوں سے لٹکتے ہوئے دیو ہیکل فانوس، دیواروں پر لگی مہنگی پینٹنگز اور فرش پر بچھے ایرانی قالین... نور کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ قالین پر پیر رکھنے سے ہچکچا رہی تھی کہ اس کے جوتے گندے ہیں۔ اس نے جلدی

دیواروں پر لگی مہنگی پینٹنگز اور فرش پر بچھے ایرانی قالین... نور کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ قالین پر پیر رکھنے سے ہچکچا رہی تھی کہ اس کے جوتے گندے ہیں۔ اس نے جلدی سے دروازے کے پاس ہی اپنے جوتے اتارے اور ننگے پاؤں قالین پر چلنے لگی۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسے یوں لگا جیسے دیواروں پر لگی تصویریں اسے گھور رہی ہوں۔ "یہ رہا کتب خانہ (Library)،" بی اماں نے ایک بھاری شیشے والے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ "اندر جاؤ۔ دھیان سے صفائی کرنا۔ میں نیچے کچن میں ہوں، کوئی مسئلہ ہو تو بتا دینا۔" بی اماں چلی گئیں۔ نورا کیلی رہ گئی۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے

دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ "اندر جاؤ۔ دھیان سے صفائی کرنا۔ میں نیچے کچن میں ہوں، کوئی مسئلہ ہو تو بتا دینا۔" بی اماں چلی گئیں۔ نورا کیلی رہ گئی۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے دروازے کا ہینڈل گھمایا اور اندر داخل ہو گئی۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تو نہیں تھا، لیکن بھاری پردوں کی وجہ سے مدھم روشنی تھی۔ ہوا میں پرانی کتابوں، مہنگی کافی اور کسی تیز مردانہ پرفیوم کی ملی جلی خوشبو رچی ہوئی تھی۔ یہ خوشبو اتنی طاقتور تھی

کہ نور کو ایک پل کے لیے چکر سا آ گیا۔ نور نے احتیاط سے پردے ہٹائے۔ سورج کی روشنی اندر آئی تو کمرے کا منظر صاف ہوا۔ دیواروں کے ساتھ چھت تک بنی لکڑی کی الماریاں

Digital Books Library
Zubinovelszone.com

کہ نور کو ایک پل کے لیے چکر سا آگیا۔ نور نے احتیاط سے پردے ہٹائے۔ سورج کی روشنی اندر آئی تو کمرے کا منظر صاف ہوا۔ دیواروں کے ساتھ چھت تک بنی لکڑی کی الماریاں کتابوں سے بھری ہوئی تھیں۔ درمیان میں شیشے کی ایک بڑی میز تھی جس پر کچھ فائلیں اور ایک لیپ ٹاپ رکھا تھا۔ نور نے ایک گہری سانس لی۔ "یا اللہ مدد کرنا، بس جلدی سے کام ختم کر کے نکل جاؤں۔" وہ آہستہ آہستہ میز کی طرف بڑھی اور جھاڑن سے مٹی صاف کرنے لگی۔ اس کی نظریں میز پر رکھی ایک کھلی کتاب پر پڑیں۔

یہ انگریزی کی کوئی کتاب تھی۔ نور نے میٹرک کیا ہوا تھا اور اسے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔

لگی۔ اس کی نظریں میز پر رکھی ایک کھلی کتاب پر پڑیں۔

یہ انگریزی کی کوئی کتاب تھی۔ نور نے میٹرک کیا ہوا تھا اور اسے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ مگر دو سال ضائع کرنے کے بعد اُن نے سرکاری کالج میں داخلہ لیا تھا۔ اس کی انگلیاں بے اختیار اس کتاب کے صفحات کو چھونے لگیں۔ وہ کھو سی گئی۔ وہ بھول گئی کہ وہ کہاں کھڑی ہے اور یہ کس کی جگہ ہے۔ وہ بس ان الفاظ کو پڑھنے لگی۔ اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ اس کے پیچھے موجود باتھ روم کا دروازہ کھلا اور کوئی باہر نکلا۔ قدموں کی چاپ قالین میں جذب ہو گئی تھی،

لیکن فضا میں اچانک بڑھ جانے والی خاموشی اور دباؤ نے نور کو چونکا دیا۔ اس نے جیسے ہی سر اٹھا کر سامنے دیکھا، اس کے ہاتھ سے جھاڑن چھوٹ کر قالین پر گر گیا۔ سامنے... چند قدم کے فاصلے پر، گیلے بالوں اور تولیہ سے چہرہ خشک کرتے ہوئے زاویار سکندر کھڑا تھا۔ اس کی گہری اور تیز آنکھیں سیدھی نور کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ لمحہ صدیوں پر محیط ہو گیا۔ کمرے میں موجود سناٹا اتنا گہرا تھا کہ نور کو اپنی دل کی دھڑکنیں ہتھوڑے کی طرح برستی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس کے سامنے کھڑا شخص کوئی عام انسان نہیں تھا، وہ اس حویلی کا اکلوتا وارث، زاویار سکندر تھا۔ اس کا قد چھ فٹ سے نکلتا ہوا، کسرتی

کمرے میں موجود سناٹا اتنا گہرا تھا کہ نور کو اپنی دل کی دھڑکنیں ہتھوڑے کی طرح برستی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس کے سامنے کھڑا شخص کوئی عام انسان نہیں تھا، وہ اس حویلی کا اکلوتا وارث، زاویار سکندر تھا۔ اس کا قد چھ فٹ سے نکلتا ہوا، کسرتی بدن، اور چہرے پر ایک ایسی سختی تھی جو دیکھنے والے کو لرزا دیتی تھی۔ گیلے بالوں سے ٹپکتا ہوا پانی اس کے ماتھے سے ہوتا ہوا اس کے جبڑے تک آ رہا تھا، لیکن اس کی نظریں... وہ نظریں نور پر جمی ہوئی تھیں۔ نور کا وجود برف کی طرح ٹھنڈا پڑ گیا۔

اس کی نظریں فرش پر تھیں، لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ پکڑی گئی ہے۔ اس نے کتاب کو وہیں

نظریں نور پر جمی ہوئی تھیں۔ نور کا وجود برف کی طرح ٹھنڈا پڑ گیا۔

اس کی نظریں فرش پر تھیں، لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ پکڑی گئی ہے۔ اس نے کتاب کو وہیں میز پر چھوڑ دیا اور اپنے ہاتھ پیچھے چھپا لیے، جیسے کوئی بچہ چوری کرتا ہوا پکڑا جائے۔ "میں نے پوچھا... کون ہو تم؟" زاویار کی آواز بھاری اور گونجدار تھی، مگر اس میں اونچا پن نہیں تھا، بلکہ ایک ٹھہراؤ تھا جو زیادہ خطرناک لگ رہا تھا۔ اس نے تولیہ ایک طرف صوفے پر پھینکا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا میز کے قریب آیا۔

نور نے بمشکل اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ "جی... میں... میں نور... رحیم مالی کی

Zubinovelszone.com

آہستہ آہستہ چلتا ہوا میز کے قریب آیا۔

نور نے بمشکل اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ "جی... میں... میں نور... رحیم مالی کی بیٹی۔" اس کی آواز دھیمی تھی۔۔ زاویار میز کے دوسری طرف آکر رک گیا۔ دونوں کے درمیان صرف شیشے کی میز کا فاصلہ تھا۔ "رحیم کی بیٹی..." زاویار نے دہرایا۔ اس کی نظریں نور کے جھکے ہوئے سر، سادہ سوتی دوپٹے اور کانپتے ہوئے ہاتھوں کا طواف کر رہی تھیں۔

"تمہیں کسی نے نہیں بتایا کہ جب میں کمرے میں ہوں تو اندر آنے کی اجازت نہیں؟

"جی... بی اماں نے بھیجا تھا... مجھے لگا کمرہ خالی ہے..." نور کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

Zubinovelszone.com

"جی... بی اماں نے بھیجا تھا... مجھے لگا کمرہ خالی ہے..." نور کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

اسے لگ رہا تھا اب اسے نوکری سے نکال دیا جائے گا، اور بابا کی دوائیوں کا کیا بنے گا؟ یہ سوچ کر اس کی سسکی نکل گئی۔ زاویار، جو اسے ڈانٹنے کے موڈ میں تھا، اس کی سسکی سن کر رک گیا۔

زاویار کی نظر میز پر پڑی کھلی کتاب پر گئی۔ "صفائی کر رہی تھیں یا مطالعہ؟" اس نے طنزیہ انداز میں ابرو اچکایا۔ نور نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں صاحب... غلطی ہو گئی، میں تو بس..." "پڑھ سکتی ہو؟" زاویار نے بات کاٹتے ہوئے سیدھا سوال کیا۔ نور نے جھجکتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ "جی... میٹرک کیا ہے۔ اب

انداز میں ابرو اچکایا۔ نور نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں صاحب... غلطی ہو گئی، میں تو بس..." "پڑھ سکتی ہو؟" زاویار نے بات کاٹتے ہوئے سیدھا سوال کیا۔ نور نے جھجکتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ "جی... میٹرک کیا ہے۔ اب آگے پڑھ رہی ہوں" زاویار کے چہرے کے تاثرات میں ہلکی سی تبدیلی آئی۔ شاید حیرت۔ اس گاؤں میں لڑکیوں کا پڑھنا لکھنا عام نہیں تھا، اور ملازمین کا تو بالکل بھی نہیں۔ وہ میز کے گرد گھوم کر نور کی طرف آیا۔ نور خوف سے دو قدم پیچھے ہٹی

اور پیچھے رکھی کتابوں کی الماری سے جا ٹکرائی۔ اب بھاگنے کا راستہ بند تھا۔ زاویار اس کے اتنا

گرد گھوم کر نور کی طرف آیا۔ نور خوف سے دو قدم پیچھے ہٹی

اور پیچھے رکھی کتابوں کی الماری سے جا ٹکرائی۔ اب بھاگنے کا راستہ بند تھا۔ زاویار اس کے اتنا قریب آکر رکا کہ نور کو اس کے سانسوں کی تپش محسوس ہونے لگی۔ "دیکھو نور!" اس نے پہلی بار اس کا نام پکارا۔ نور کو اپنا نام اس کے منہ سے سن کر عجیب سا کرنٹ لگا۔ "یہ حویلی ہے۔ یہاں غلطی کی گنجائش نہیں ہوتی۔

آج پہلی بار ہے، اس لیے چھوڑ رہا ہوں۔ لیکن یاد رکھنا..." اس نے ہاتھ بڑھا کر الماری کے شیلف سے ایک کتاب سیدھی کی، جو نور کے کندھے کے بالکل پاس تھی۔ "...میری چیزوں

Digital Books Library
Zubinovelszone.com

شیلف سے ایک کتاب سیدھی کی، جو نور کے کندھے کے بالکل پاس تھی۔ "... میری چیزوں کو ہاتھ لگانے کا حق صرف میرا ہے۔ چاہے وہ کتابیں ہوں... یا کچھ اور۔" یہ جملہ دوہرے معنی رکھتا تھا، لیکن نور اس وقت سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی۔ "اب جاؤ۔ اور دوبارہ تب آنا جب میں بلاؤں۔" نور کو جیسے قید سے رہائی ملی ہو۔

اس نے لرزتی آواز میں "جی صاحب" کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بھاگی۔ وہ باہر نکلی تو اس کا سانس بری طرح پھول رہا تھا۔ کمرے کے اندر، زاویار وہیں کھڑا رہا۔ اس نے میز پر پڑی وہ کتاب اٹھائی جسے نور چھو رہی تھی۔ اسے کتاب کے کاغذوں سے ایک اجنبی مگر بھینی

Digital Books Library
Zubinovelszone.com

تو اس کا سانس بری طرح پھول رہا تھا۔ کمرے کے اندر، زاویار وہیں کھڑا رہا۔ اس نے میز پر پڑی وہ کتاب اٹھائی جسے نور چھو رہی تھی۔ اسے کتاب کے کاغذوں سے ایک اجنبی مگر بھینی بھینی خوشبو آئی، "نور..." وہ بڑبڑایا۔ "عجیب لڑکی ہے۔" اس نے کتاب بند کر دی، مگر اس کے دماغ کا ایک باب کھل چکا تھا۔

★★★

نور بھاگتی ہوئی نیچے کچن میں پہنچی اور پانی کا جگ منہ کو لگا لیا۔ "کیا ہوا لڑکی؟ بھوت دیکھ لیا کیا؟" وہاں برتن دھوتی ہوئی ایک ملازمہ نے ہنس کر پوچھا۔ نور نے گہرا سانس لیا۔ "نہیں...

Digital Books Library
Zubinovelszone.com

★ ★ ★

نور بھاگتی ہوئی نیچے کچن میں پہنچی اور پانی کا جگ منہ کو لگالیا۔ "کیا ہوا لڑکی؟ بھوت دیکھ لیا کیا؟" وہاں برتن دھوتی ہوئی ایک ملازمہ نے ہنس کر پوچھا۔ نور نے گہرا سانس لیا۔ "نہیں... بس گرمی بہت ہے۔" اس نے کسی کو نہیں بتایا کہ اوپر کیا ہوا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ بات بی اماں تک پہنچ گئی تو بابا تک بھی پہنچ جائے گی۔ لیکن وہ زاویار کی وہ گہری، کھوجتی ہوئی آنکھیں نہیں بھلا پا رہی تھی۔ وہ آنکھیں جو غصے کے باوجود اسے ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے وہ کوئی نایاب شے ہو۔ شام کو جب وہ کام ختم کر کے گھر واپس جا رہی تھی، تو سورج ڈھل رہا تھا۔ کھیتوں کے راستے پر چلتے ہوئے اسے محسوس ہوا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔ اس نے

جیسے وہ کوئی نایاب شے ہو۔ شام کو جب وہ کام ختم کر کے گھر واپس جا رہی تھی، تو سورج ڈھل رہا تھا۔ کھیتوں کے راستے پر چلتے ہوئے اسے محسوس ہوا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔ اس نے پلٹ کر حویلی کی طرف دیکھا۔ دوسری منزل کی بالکونی میں ایک سایہ کھڑا تھا۔ فاصلہ بہت زیادہ تھا، چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا، لیکن نور کا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ زاویار سکندر ہے۔ اس نے جلدی سے نظریں جھکائیں اور قدم تیز کر دیے۔

★★★

اسے یہاں کام کرتے ہوئے دو ماہ گزر چکے تھے۔ ان دو مہینوں میں حویلی کا ماحول بظاہر ویسا ہی

Zubinovelszone.com

★★★

اسے یہاں کام کرتے ہوئے دو ماہ گزر چکے تھے۔ ان دو مہینوں میں حویلی کا ماحول بظاہر ویسا ہی تھا، مگر نور کے لیے ہر چیز بدل گئی تھی۔ وہ اب سائے کی طرح حویلی میں آتی اور کام ختم کر کے ہوا کی طرح غائب ہو جاتی۔ اس کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ زاویار کا سامنا نہ ہو، مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ حویلی کی دوسری منزل کی کھڑکی سے ایک جوڑا آنکھیں روزانہ اس کی آمدورفت کا حساب رکھتی تھیں۔ موسم بدل رہا تھا۔ بہار کی آمد آمد تھی۔ حویلی کے پچھواڑے میں بنی کیاریوں میں سرخ اور سفید گلاب پوری آب و تاب سے کھل رہے تھے۔

آج بیگم صاحبہ (زاویار کی والدہ) نے خاص تاکید کی تھی کہ برآمدے کی زیبائش

ZubiNovelsZone.com
Digital Library

پچھواڑے میں بنی کیاریوں میں سرخ اور سفید گلاب پوری آب و تاب سے کھل رہے تھے۔

آج بیگم صاحبہ (زاویار کی والدہ) نے خاص تاکید کی تھی کہ برآمدے کی زیبائش کے لیے گملوں کو اندر شفٹ کیا جائے۔ رحیم چچا کے جوڑوں میں درد تھا، اس لیے یہ بھاری ذمہ داری نور کے کندھوں پر آن پڑی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ سورج کی تمازت میں تیزی تھی۔ نور نے اپنی بوسیدہ چادر کو کمر کے گرد لپیٹ رکھا تھا تاکہ کام میں آسانی ہو۔ وہ مٹی کے بھاری گملے اٹھا کر ایک ایک کر کے برآمدے کی سیڑھیوں پر رکھ رہی تھی۔ اس کا سانس پھول چکا تھا اور پیشانی پر پسینے کے ننھے قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

گملے اٹھا کر ایک ایک کر کے برآمدے کی سیڑھیوں پر رکھ رہی تھی۔ اس کا سانس پھول چکا تھا اور پیشانی پر پسینے کے ننھے قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

اس نے آخری اور سب سے بڑا گملا اٹھایا۔ یہ خاصا وزنی تھا۔ اس کی نظریں اپنے قدموں پر تھیں اور وہ مشکل سے توازن برقرار رکھتے ہوئے سیڑھی چڑھی۔ برآمدے کا موڑ تنگ تھا اور وہاں سایہ بھی گہرا تھا۔ جیسے ہی وہ موڑ مڑی، سامنے سے آنے والے وجود کی موجودگی کا اسے احساس تک نہ ہوا۔ "ٹھاہ....!!" ٹکرانے کی آواز کے ساتھ ہی مٹی کا گملا نور کے ہاتھ سے چھوٹا اور فرش پر گر کر چکنا چور ہو گیا۔

احساس تک نہ ہوا۔ "ٹھاہ....!!" ٹکرانے کی آواز کے ساتھ ہی مٹی کا گملا نور کے ہاتھ سے

چھوٹا اور فرش پر گر کر چکنا چور ہو گیا۔

گیلی مٹی اور پودا بکھر گئے، اور مٹی کے چھینٹے سامنے کھڑے شخص کے چمکتے ہوئے سیاہ جوتوں

اور سفید شلوار قمیض کے دامن پر پڑے۔ نور کا دل دھک سے رہ گیا۔ وقت جیسے تھم گیا۔

اس نے خوفزدہ نظروں سے اوپر دیکھا۔ سامنے زاویار سکندر کھڑا تھا۔ آج اس کا انداز کچھ اور

تھا۔ وہ سفید کلف لگی شلوار قمیض میں ملبوس تھا، جس کے اوپر اس نے سیاہ ویسٹ کوٹ پہن

رکھا تھا۔ اس کا قد اتنا اونچا تھا کہ نور کو اسے دیکھنے کے لیے

رکھا تھا۔ اس کا قد اتنا اونچا تھا کہ نور کو اسے دیکھنے کے لیے
سر پورا اوپر اٹھانا پڑا۔ اس کی گھنی بھنویں تنی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں وہی شناسا سختی
تھی۔ "آہ!..." نور کے حلق سے بے ساختہ نکلا۔ وہ فوراً نیچے بیٹھ گئی اور کانپتے ہاتھوں سے
ٹوٹے ہوئے گملے کی کرچیاں سمیٹنے لگی۔ "معاف... معاف کر دیں صاحب... مجھے پتہ نہیں
چلا... میرا دھیان..." اس کے الفاظ لڑکھڑا رہے تھے۔ اسے لگا ابھی زاویار کا غصہ بڑھے گا
اور اسے حویلی سے نکال دیا جائے گا۔ لیکن کوئی آواز نہیں آئی۔

کوئی ڈانٹ نہیں، کوئی چیخ نہیں۔ صرف ایک بھاری اور پراسرار خاموشی۔ زاویار وہیں کھڑا

zubinovelszone.com

اور اسے حویلی سے نکال دیا جائے گا۔ لیکن کوئی آواز نہیں آئی۔

کوئی ڈانٹ نہیں، کوئی چیخ نہیں۔ صرف ایک بھاری اور پراسرار خاموشی۔ زاویار وہیں کھڑا رہا۔ اس نے اپنے خراب ہونے والے کپڑوں کو ایک نظر نہیں دیکھا۔ اس کی تمام تر توجہ قدموں میں بیٹھی اس لڑکی پر تھی جو مٹی میں لت پت ہاتھوں کے ساتھ کانپ رہی تھی۔

زاویار نے آہستہ سے جھک کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اب اس کا چہرہ نور کے چہرے کے بالکل سامنے تھا۔ نور نے اس کی موجودگی اپنے اتنا قریب محسوس کر کے ہاتھ روک لیے۔

اس کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں۔ "کیا ڈھونڈ رہی ہو؟" زاویار کی آواز دھیمی تھی، مگر

zubinovelszone.com

سامنے تھا۔ نور نے اس کی موجودگی اپنے اتنا قریب محسوس کر کے ہاتھ روک لیے۔

اس کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں۔ "کیا ڈھونڈ رہی ہو؟" زاویار کی آواز دھیمی تھی، مگر اس میں ایسی سنجیدگی تھی کہ نور کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ "وہ... مٹی... صاف کر رہی ہوں..." نور نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔ "مٹی چھوڑو..." زاویار نے اچانک اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ نور کا ہاتھ مٹی سے بھرا ہوا تھا، مگر زاویار نے پرواہ نہیں کی۔ اس نے نور کے ہاتھ کو اپنی ہتھیلی پر رکھا اور غور سے دیکھا۔ ایک کرچی نور کی انگلی میں چبھ گئی تھی

اور وہاں سے خون کا باریک سا قطرہ نکل رہا تھا۔ "پھولوں کی دیکھ بھال کرنے والوں کو کانٹوں

zubnovelszone.com

اور وہاں سے خون کا باریک سا قطرہ نکل رہا تھا۔ "پھولوں کی دیکھ بھال کرنے والوں کو کانٹوں سے بچ کر رہنا چاہیے، نور!" زاویار نے اپنی جیب سے سفید رومال نکالا اور انتہائی نرمی سے نور کی انگلی صاف کی۔ نور کا سانس رکنے والا تھا۔ یہ منظر اگر کوئی دیکھ لیتا تو قیامت آجاتی۔ حویلی کا مالک اور ایک مالی کی بیٹی۔ نور نے گھبرا کر اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔ "صاحب... کوئی دیکھ لے گا۔" "دیکھنے دو..." زاویار نے لاپرواہی سے کہا،

لیکن ہاتھ چھوڑ دیا۔ نور جلدی سے کھڑی ہو گئی۔ اس گھبراہٹ میں اس کا پاؤں مڑ گیا اور وہ لڑکھڑائی۔ اسی افراتفری میں اس کے کان میں پہنا ہوا جھمکا، جس کا ہک پہلے ہی ڈھیلا تھا، گر

لڑکھڑائی۔ اسی افراتفری میں اس کے کان میں پہنا ہوا جھمکا، جس کا ہک پہلے ہی ڈھیلا تھا، گر کر فرش پر زاویار کے قدموں میں جا پڑا۔ نور نے مڑ کر دیکھا، لیکن ہمت نہیں ہوئی کہ زاویار کے قدموں سے وہ جھمکا اٹھائے۔ وہ بنا کچھ کہے وہاں سے الٹے قدموں بھاگی اور نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ پیچھے زاویار اکیلا کھڑا تھا۔

اس نے نیچے دیکھا۔ مٹی کے ڈھیر کے درمیان وہ معمولی سا دھاتی جھمکا پڑا تھا۔ زاویار نے جھک کر اسے اٹھایا۔ اس نے اسے اپنی ہتھیلی پر رکھا اور سورج کی روشنی میں دیکھا۔ اس کے لبوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ ابھری — "بھاگ لو...

Digital Books Library
zubinovelszone.com

ایک عجیب سی مسکراہٹ ابھری —"بھاگ لو...

"اس نے سرگوشی کی، جیسے ہواؤں کے ذریعے پیغام بھیج رہا ہو۔"لیکن یہ مت بھولنا نور، کہ تمہیں اب لوٹ کر میرے پاس ہی واپس آنا ہے۔۔"اس نے وہ جھمکا اپنی واسکٹ کی جیب میں رکھ لیا، بالکل دل کے اوپر۔یہ اب صرف ایک جھمکا نہیں تھا، یہ اس زنجیر کی پہلی کڑی تھی جو اب نور کو ہمیشہ کے لیے اس سے باندھنے والی تھی۔

★★★

ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔حویلی میں وہ واقعہ جیسے دبا دیا گیا تھا، لیکن نور کے دل پر اس کا بوجھ اب

★ ★ ★

ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ حویلی میں وہ واقعہ جیسے دبا دیا گیا تھا، لیکن نور کے دل پر اس کا بوجھ اب بھی تھا۔ وہ جھمکا جو زاویار نے رکھ لیا تھا، اس کے لیے ایک مسلسل دھڑکا بن گیا تھا۔ دوپہر کے دو بج رہے تھے۔ سورج آگ برسا رہا تھا اور سڑک پر تارکول پگھلنے کے قریب تھی۔ نور کالج سے واپس آ رہی تھی۔ اس کا بس اسٹاپ گاؤں سے تھوڑا دور تھا اور رکشے والے منہ مانگے پیسے مانگتے تھے، اس لیے وہ اکثر یہ فاصلہ پیدل ہی طے کر لیتی تھی

تاکہ بابا کے لیے دوائی کے پیسے بچا سکے۔ سڑک کے دونوں طرف شیشم اور کیکر کے پرانے درختوں کی قطاریں تھیں جو ویرانی میں ایک عجب سا خوف پیدا کرتی تھیں۔ نور نے اپنے

درختوں کی قطاریں تھیں جو ویرانی میں ایک عجیب سا خوف پیدا کرتی تھیں۔ نور نے اپنے دوپٹے سے پسینہ پونچھا اور قدم تیز کر دیے۔ اسے محسوس ہوا کہ کوئی گاڑی دھیرے دھیرے اس کے پیچھے آ رہی ہے۔

اس نے سوچا شاید کوئی گزرنے والا ہو گا، اس لیے وہ سڑک کے کچے حصے پر اتر گئی تا کہ راستہ دے دے۔ لیکن گاڑی اس کے پاس سے گزرنے کے بجائے، اس کے برابر آکر اپنی رفتار دھیمی کر گئی۔ نور کا دل زور سے دھڑکا۔ اس نے کنکھیوں سے دیکھا۔ یہ وہی سیاہ رنگ کی "لینڈ کروزر" تھی جو حویلی کے پورچ میں کھڑی رہتی تھی۔ اس گاڑی کا نمبر پلیٹ اور کالے شیشے

دھیمی کر گئی۔ نور کا دل زور سے دھڑکا۔ اس نے کنکھیوں سے دیکھا۔ یہ وہی سیاہ رنگ کی "لینڈ کروزر" تھی جو حویلی کے پورچ میں کھڑی رہتی تھی۔ اس گاڑی کا نمبر پلیٹ اور کالے شیشے پورے علاقے میں زاویار سکندر کی پہچان تھے۔ نور کے قدم لڑکھڑائے۔

اس نے نظر انداز کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کی، مگر گاڑی نے ایک جھٹکے سے تیزی پکڑی اور ترچھی ہو کر اس کا راستہ روک لیا۔ ٹائروں کی بریک لگنے کی چرچراہٹ ویران سڑک پر گونجی۔ نور بری طرح سہم کر پیچھے ہٹی۔ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے تڑنگے وجود نے باہر قدم رکھا۔ اس نے آنکھوں پر کالا چشمہ لگا رکھا تھا اور بازوؤں تک چڑھی ہوئی قمیض

گونجی۔ نور بری طرح سہم کر پیچھے ہٹی۔ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے تڑنگے وجود نے باہر قدم رکھا۔ اس نے آنکھوں پر کالا چشمہ لگا رکھا تھا اور بازوؤں تک چڑھی ہوئی قمیض کی آستینوں سے اس کے مضبوط بازو

اور کلائی پر بندھی مہنگی گھڑی نمایاں تھی۔ وہ گاڑی کے دروازے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا اور چشمے کے پیچھے سے نور کو دیکھا۔ "بیٹھو!" اس نے سپاٹ لہجے میں حکم دیا۔ نور نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔ سڑک سنسان تھی، لیکن کوئی بھی آ سکتا تھا۔ "نہیں صاحب... میں... میں چلی جاؤں گی۔ گھر قریب ہی ہے۔" "میں نے پوچھا نہیں ہے نور، بتایا ہے۔" زاویار نے چشمہ

ادھر ادھر دیکھا۔ سڑک سنسان تھی، لیکن کوئی بھی آ سکتا تھا۔ "نہیں صاحب... میں... میں چلی جاؤں گی۔ گھر قریب ہی ہے۔" "میں نے پوچھا نہیں ہے نور، بتایا ہے۔" زاویار نے چشمہ اتار کر گاڑی کی چھت پر رکھا اور دو قدم آگے بڑھایا۔

"دھوپ تیز ہے اور مجھے یہ بحث بالکل پسند نہیں۔ بیٹھو گاڑی میں۔" "صاحب پلیز... "نور کی آواز رونی سی ہو گئی۔ "کوئی دیکھ لے گا تو کیا کہے گا؟ میں غریب لڑکی ہوں، میری عزت..." "عزت؟" زاویار نے ایک عجیب سی ہنسی کے ساتھ لفظ دہرایا۔ وہ اچانک تیز قدموں سے نور کے پاس آیا۔ نور نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن پیچھے درخت کا تنا تھا۔ وہ پھنس گئی۔

قدموں سے نور کے پاس آیا۔ نور نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن پیچھے درخت کا تنا تھا۔ وہ پھنس گئی۔

زاویار نے اپنا ایک ہاتھ درخت کے تنے پر، نور کے سر کے بالکل قریب رکھا۔

"تمہیں اپنی عزت کی فکر ہے؟" اس کی آواز میں اب غصہ تھا۔ "اور جب تم اس وقت اکیلی سڑک پر چلتی ہو، اور آتے جاتے آوارہ لوگ تمہیں گھورتے ہیں، تب عزت کا خیال نہیں آتا؟ جانتی ہو میرا خون کھولتا ہے جب کسی غیر کی نظر تم پر پڑتی ہے۔" نور حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ "تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟" "قصور تمہارا نہیں، تمہارے اس حسن کا ہے جسے تم یوں سرِعام لیے پھرتی ہو،" زاویار نے دانت پیس کر کہا۔

"آج آخری بار کہہ رہا ہوں۔ آئندہ اگر مجھے تم اس سڑک پر پیدل چلتی نظر آئیں تو ٹانگیں توڑ دوں گا ان دیکھنے والوں کی۔ گاڑی میں بیٹھو، فوراً!" اس کے لہجے میں ایسی حتمی وارننگ تھی کہ نور مزید انکار کی ہمت نہ کر سکی۔ وہ خاموشی سے دوسری طرف گئی اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولنے لگی۔ "فرنٹ پر!" زاویار نے ڈانٹا۔ "میں تمہارا ڈرائیور نہیں ہوں۔" نور مجبوری میں اگلی نشست پر بیٹھ گئی۔ گاڑی کے اندر کا ماحول انتہائی ٹھنڈا اور معطر تھا۔ اے سی کی ٹھنڈک نے اس کے پسینے کو سکھا دیا، لیکن زاویار کی موجودگی کی تپش اسے بے چین کر رہی تھی۔ گاڑی چل پڑی۔ خاموشی کا ایک طویل وقفہ رہا۔ زاویار بار بار ڈرائیونگ

اے سی کی ٹھنڈک نے اس کے پسینے کو سکھا دیا، لیکن زاویار کی موجودگی کی تپش اسے بے چین کر رہی تھی۔ گاڑی چل پڑی۔ خاموشی کا ایک طویل وقفہ رہا۔ زاویار بار بار ڈرائیونگ کرتے ہوئے سائیڈ سے نور کو دیکھ رہا تھا جو سمٹ کر دروازے کے ساتھ لگی بیٹھی تھی۔ گھر آنے سے تھوڑا پہلے زاویار نے گاڑی کی رفتار دھیمی کی۔ "وہ جھمکا..." اس نے اچانک کہا۔ نور کا دل اچھل گیا۔ "جی؟" "تمہارا وہ جھمکا، جو اس دن ٹوٹ گیا تھا..."

"زاویار نے اپنی جیب سے مخمل کی ایک چھوٹی سی سرخ ڈبیہ نکالی اور نور کی گود میں پھینک دی۔ "وہ میرے پاس محفوظ ہے۔ نشانی کے طور پر۔ یہ اس کے بدلے میں ہے۔" نور نے

"زاویار نے اپنی جیب سے مخمل کی ایک چھوٹی سی سرخ ڈبیہ نکالی اور نور کی گود میں پھینک دی۔"وہ میرے پاس محفوظ ہے۔نشانی کے طور پر۔یہ اس کے بدلے میں ہے۔"نور نے کانپتے ہاتھوں سے ڈبیہ اٹھائی۔اسے کھولا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔اندر ہیروں کے چھوٹے مگر انتہائی قیمتی ٹاپس (Tops) جگمگا رہے تھے۔ان کی چمک بتا رہی تھی ان کی قیمت۔"صاحب یہ..."نور نے فوراً ڈبیہ بند کر دی۔

"میں یہ نہیں لے سکتی۔یہ بہت مہنگے ہیں۔""رکھ لو!"زاویار نے اسٹیئرنگ وہیل پر گرفت سخت کی۔میری دی ہوئی چیز واپس کرنے کی غلطی مت کرنا۔اور کل...جب حویلی آؤ، تو مجھے

"میں یہ نہیں لے سکتی۔ یہ بہت مہنگے ہیں۔" "رکھ لو!" زاویار نے اسٹیئرنگ وہیل پر گرفت سخت کی۔ میری دی ہوئی چیز واپس کرنے کی غلطی مت کرنا۔ اور کل... جب حویلی آؤ، تو مجھے تمہارے کانوں میں وہ ٹوٹا ہوا پیتل نہیں، بلکہ یہ ہیرے نظر آنے چاہئیں۔ اگر مجھے تمہارے کانوں میں یہ نظر نہ آئے تو..." گاڑی نور کے گھر سے تھوڑے فاصلے پر رک گئی۔ "جاؤ اب،" زاویار نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔ نور گاڑی سے اتری۔

اس کے ہاتھوں میں وہ ڈبیہ جلتے ہوئے انگارے کی طرح تھی۔ اس نے مڑ کر دیکھا، گاڑی وہیں کھڑی تھی۔ زاویار تب تک نہیں گیا جب تک نور اپنے گھر کے دروازے کے اندر غائب

اس کے ہاتھوں میں وہ ڈبیہ جلتے ہوئے انگارے کی طرح تھی۔ اس نے مڑ کر دیکھا، گاڑی وہیں کھڑی تھی۔ زاویار تب تک نہیں گیا جب تک نور اپنے گھر کے دروازے کے اندر غائب نہیں ہو گئی۔ نور نے دروازہ بند کر کے اپنی کمر لکڑی کے تختے سے لگا دی۔ اس کا دل کسی پنجرے میں قید پرندے کی طرح پھڑپھڑا رہا تھا۔ "یا اللہ! یہ شخص کیا چاہتا ہے؟" اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ ہیروں کے ٹاپس نہیں تھے، بلکہ زاویار سکندر کی محبت کی پہلی زنجیر تھی جو اسے پہنا دی گئی تھی۔

★★★

★★★

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے اور سکندر حویلی روشنیوں میں نہائی ہوئی تھی۔ آج حویلی میں خاص چہل پہل تھی۔ زاویار کی پھوپھو اور ان کا بیٹا احمر شہر سے آئے ہوئے تھے، اور ان کے اعزاز میں ایک شاندار عشائیے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ڈرائنگ روم میں مہنگے فانوسوں کی روشنی جگمگا رہی تھی اور غیر ملکی عطر کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ نور کچن میں کھڑی کانپ رہی تھی۔ بی اماں نے اسے مہمانوں کے لیے مشروبات کی ٹرے لے جانے کا حکم دیا تھا۔

اس نے ہلکے گلابی رنگ کا سوتی جوڑا پہن رکھا تھا، جو پرانا ہونے کے باوجود اس کی اجلی رنگت

تھی۔ بی اماں نے آنے والے مہمانوں کے لیے چائے لے کر جانے کا حکم دیا تھا۔

اس نے ہلکے گلابی رنگ کا سوتی جوڑا پہن رکھا تھا، جو پرانا ہونے کے باوجود اس کی اجلی رنگت پر خوب جچ رہا تھا۔ لیکن اس کی سب سے بڑی پریشانی وہ "ہیروں کے ٹاپس" تھے جو اس وقت اس کے کانوں میں جگمگا رہے تھے۔ زاویار کی دھمکی اس کے ذہن میں گونج رہی تھی

"اگر مجھے تمہارے کانوں میں ہیرے نظر نہ آئے تو..." اس ڈر سے اس نے وہ ٹاپس پہن تو لیے تھے، مگر اپنے دوپٹے کو اس طرح سر پر جمایا تھا کہ کان چھپ جائیں۔

"نور! جلدی کرو بیٹی، مہمان انتظار کر رہے ہیں،" بی اماں کی آواز آئی۔ نور نے لمبی سانس لی،

"بسم اللہ" پڑھی اور بھاری ٹرے اٹھا کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی۔ اندر داخل ہوتے ہی

"نور! جلدی کرو بیٹی، مہمان انتظار کر رہے ہیں،" بی اماں کی آواز آئی۔ نور نے لمبی سانس لی،
"بسم اللہ" پڑھی اور بھاری ٹرے اٹھا کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی۔ اندر داخل ہوتے ہی
اسے قہقہوں کی آوازیں سنائی دیں۔ صوفوں پر مہمان بیٹھے تھے۔ زاویار سکندر مرکزی
صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا، اس کا چہرہ سنجیدہ اور رعب دار تھا۔ اس کے سامنے
والے صوفے پر احمر بیٹھا تھا، جو شہر کی آزاد فضا کا پروردہ تھا
اور جس کی نظریں ہمیشہ آوارہ گردی کرتی تھیں۔ نور نظریں جھکائے کمرے میں داخل
ہوئی۔ زاویار کی نظر فوراً اس پر پڑی۔ اس نے ایک پل میں نوٹ کر لیا کہ نور کے کانوں میں

zubinovelszone.com

ہوئی۔ زاویار کی نظر فوراً اس پر پڑی۔ اس نے ایک پل میں نوٹ کر لیا کہ نور کے کانوں میں وہی ہیرے ہیں جو اس نے دیے تھے۔ زاویار کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ "میری بات مانی گئی ہے۔" نور مہمانوں کو جوس پیش کرتے ہوئے احمر کے قریب پہنچی۔ احمر فون پر ٹائپنگ کر رہا تھا، مگر جیسے ہی اس نے گلاس اٹھانے کے لیے سر اٹھایا،

اس کی نظر نور پر جم گئی۔ نور کی سادگی، جھکی ہوئی پلکیں اور خوف سے لرزتے ہاتھ... احمر کے لیے یہ ایک نیا نظارہ تھا۔ "ارے واہ!" احمر نے بے باکی سے نور کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

"زاویار بھائی! آپ نے بتایا نہیں کہ گاؤں کی آب و ہوا اتنی خوشگوار ہے؟ حویلی کی ملازمائیں

Zubinovelszone.com
Digital Library

"زاویار بھائی! آپ نے بتایا نہیں کہ گاؤں کی آب و ہوا اتنی خوشگوار ہے؟ حویلی کی ملازمائیں اتنی خوبصورت ہیں تو..." زاویار کے ہاتھ میں پکڑا ہوا چائے کا کپ رک گیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک دم سے اندھیرا چھا گیا۔

کمرے میں موجود باقی لوگ اسے احمر کا شوخ مذاق سمجھ کر مسکرانے لگے، مگر نور زمین میں گڑ گئی۔ اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ گھبراہٹ میں جوس سے بھرا ایک گلاس ٹرے سے پھسلا اور سیدھا احمر کی پینٹ پر جا گرا۔ "اوہ خدایا!" نور کے منہ سے چیخ نکلی۔ "معاف کیجئے صاحب..." احمر ہنستے ہوئے کھڑا ہوا۔ اس نے نور کی گھبراہٹ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے

جیسے صاحب... عامر ہنستے ہوئے کھڑا ہوا۔ اس نے لوری کی گھبراہٹ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے

آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑنے یا شاید دوپٹہ ہٹانے کی کوشش کی۔

"کوئی بات نہیں پیاری لڑکی، غلطی تو ہوتی رہتی ہے، آؤ میں صاف..." "ٹھاہ!!!" یہ آواز

شیشے کے ٹوٹنے کی نہیں تھی، بلکہ زاویار سکندر کے ہاتھ کی تھی جو پوری قوت سے میز پر پڑا

تھا۔ چینی کا برتن اچھل کر گرا اور ٹوٹ گیا۔ پورے کمرے میں موت کا سناٹا چھا گیا۔ سب

کی ہنسی حلق میں اٹک گئی۔ زاویار اپنی جگہ سے کھڑا ہو چکا تھا۔ اس کا چہرہ غضب سے سرخ تھا،

ماتھے کی رگیں ابھر آئی تھیں اور آنکھوں میں ایسا وحشیانہ پن تھا

کہ دیکھنے والوں کے دل دہل گئے۔ وہ لمبے ڈگ بھرتا ہوا عامر کے سر پر پہنچا

ماتھے کی رگیں ابھر آئی تھیں اور آنکھوں میں ایسا وحشیانہ پن تھا کہ دیکھنے والوں کے دل دہل گئے۔ وہ لمبے ڈگ بھرتا ہوا احمر کے سر پر پہنچا۔ "اپنی حد میں رہو احمر!" زاویار کی آواز اتنی گرجدار تھی کہ کھڑکیاں لرز گئیں۔ اس نے احمر کو کالر سے پکڑ کر جھٹکا دیا۔ احمر جو ابھی تک ہنس رہا تھا، خوفزدہ ہو گیا۔ "بھائی... میں تو بس مذاق..." "تمہارا مذاق تمہاری جان لے سکتا ہے،" زاویار نے دانت پیس کر کہا۔ اس کی نظریں احمر پر نہیں، بلکہ نور پر تھیں جو دیوار کے ساتھ لگی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

زاویار کو لگ رہا تھا کہ احمر کی نظروں نے نور کو چھو کر ناپاک کر دیا ہے۔ زاویار نے ایک انگلی

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

بلکہ نور پر تھیں جو دیوار کے ساتھ لگی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

زاویار کو لگ رہا تھا کہ احمر کی نظروں نے نور کو چھو کر ناپاک کر دیا ہے۔زاویار نے ایک انگلی اٹھا کر احمر کو وارننگ دی۔"خبر دار! اگر آج کے بعد تمہاری نظر بھی اس لڑکی پر اٹھی۔اس گھر میں جو کچھ ہے وہ میری ملکیت ہے، اور زاویار سکندر اپنی ملکیت پر کسی کی پرچھائیں بھی برداشت نہیں کرتا۔"پھر وہ نور کی طرف مڑا۔

نور کی حالت غیر تھی، وہ رو رہی تھی۔"اندر جاؤ!"زاویار دھاڑا۔نور ساکت کھڑی تھی۔"میں نے کہا دفع ہو جاؤ اندر!!"نور اپنا دوپٹہ سنبھالتی ہوئی روتے ہوئے وہاں سے

تھی۔ "میں نے کہا دفع ہو جاؤ اندر!!" نور اپنا دوپٹہ سنبھالتی ہوئی روتے ہوئے وہاں سے بھاگی۔ کمرے میں موجود رشتہ دار حیران تھے کہ ایک معمولی ملازمہ کے لیے زاویار نے اپنے کزن کی تذلیل کر دی؟ لیکن وہ نہیں جانتے تھے

کہ معاملہ ملازمہ کا نہیں، معاملہ "اس کی نور" کا تھا۔ زاویار نے اپنے کوٹ کے بٹن کھولے، جیسے اس کا دم گھٹ رہا ہو۔ اس نے ایک بار پھر گھور کر احمر کو دیکھا اور پھر غصے میں پیر پٹختا ہوا اسی طرف گیا جدھر نور گئی تھی۔ آج بند ٹوٹ چکا تھا۔ آج اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ نور کو مزید چھپا کر نہیں رکھے گا، بلکہ اسے اس طرح اپنی حفاظت میں لے گا کہ کوئی اس کی

نور کو مزید چھپا کر نہیں رکھے گا، بلکہ اسے اس طرح اپنی حفاظت میں لے گا کہ کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرات بھی نہ کر سکے۔

★★★

حویلی کے پچھلے حصے میں بنا ہوا پرانا اسٹور روم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ یہ جگہ حویلی کی چمک دمک سے دور، گرد اور خاموشی کا مسکن تھی۔ نور وہاں لکڑی کے پرانے صندوقوں کے درمیان چھپ کر بیٹھی رو رہی تھی۔ اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔ آج ڈرائنگ روم میں جو کچھ ہوا تھا، وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ اب اس کے بابا کی عزت

ہوا تھا، وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ اب اس کے بابا کی عزت خاک میں مل جائے گی، اسے نوکری سے نکال دیا جائے گا،

اور پورا گاؤں ان پر تھوکے گا۔ "یا اللہ! یہ کیا ہو گیا؟ وہ اتنے غصے میں کیوں آ گئے؟" وہ سسکیوں کے درمیان خود سے سوال کر رہی تھی۔ اچانک اسٹور روم کا دروازہ زوردار دھماکے سے کھلا۔ نور سہم کر اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔ باہر سے آنے والی روشنی کے ہالے میں ایک لمبا سایہ کھڑا تھا۔ زاویار سکندر نے اندر آکر دروازہ بند کیا اور دیوار پر لگا سوئچ آن کر دیا۔ پیلے بلب کی مدھم روشنی میں اس کا حلیہ بگڑا ہوا نظر آیا۔

لمبا سایہ کھڑا تھا۔ زاویار سکندر نے اندر آ کر دروازہ بند کیا اور دیوار پر لگا سوئچ آن کر دیا۔ پیلے بلب کی مدہم روشنی میں اس کا حلیہ بگڑا ہوا نظر آیا۔

اس کا قیمتی کوٹ کہیں راستے میں گر گیا تھا، ٹائی کی ناٹ ڈھیلی تھی اور قمیض کے اوپر والے بٹن کھلے ہوئے تھے، اس کی آنکھیں... وہ آنکھیں سرخ انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں اور سیدھی نور پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ تیز اور بھاری قدموں سے چلتا ہوا نور کے پاس آیا۔ نور نے خوف سے دیوار میں گھسنے کی کوشش کی، مگر دیوار نے راستہ نہیں دیا۔ زاویار نے جھک کر اس کا بازو تھاما اور اسے ایک جھٹکے سے کھڑا کیا۔

"رو کیوں رہی ہو؟" اس کی آواز میں عجیب سی وحشت تھی۔ "تمہیں کس بات کا ڈر

"روکیوں رہی ہو؟" اس کی آواز میں عجیب سی وحشت تھی۔ "تمہیں کس بات کا ڈر ہے؟" نور نے ہچکیوں کے درمیان، بھیگی ہوئی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ "صاحب... آپ نے... آپ نے مہمانوں کے سامنے ایسا کیوں کیا؟ وہ آپ کے بھائی تھے... میری وجہ سے..." "تمہاری وجہ سے نہیں نور! میری وجہ سے!" زاویار دھاڑا۔

Digital Books Library
Zubinovelszone.com

اس کی آواز اسٹور روم کی تنگ دیواروں سے ٹکرا کر گونجی۔ اس نے نور کے دونوں کندھوں

اس کی آواز اسٹور روم کی تنگ دیواروں سے ٹکرا کر گونجی۔ اس نے نور کے دونوں کندھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ لیا اور اسے جھنجھوڑا۔ "تم کیوں نہیں سمجھ رہی ہو؟ میں پاگل ہو رہا ہوں... میرا دماغ پھٹ جائے گا۔" اس نے نور کو چھوڑ کر قریب پڑی ہوئی لکڑی کی ایک کرسی کو زور سے ٹھوکر ماری۔ کرسی دور جا کر گری اور ٹوٹ گئی۔ نور نے چیخ کر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ زاویار مڑا اور واپس اس کے قریب آیا۔

اس بار اس کا لہجہ دھیما تھا، مگر اس میں جو شدت تھی وہ چیخنے سے زیادہ خوفناک تھی۔ وہ نور

Zubinovelszone.com

اس بار اس کا لہجہ دھیما تھا، مگر اس میں جو شدت تھی وہ چیخنے سے زیادہ خوفناک تھی۔ وہ نور کے بالکل قریب آگیا، اتنا قریب کہ نور کو اس کے دل کی تیز دھڑکن سنائی دے رہی تھی۔ "جانتی ہو مجھے کیا محسوس ہوتا ہے جب کوئی دوسرا مرد تمہیں دیکھتا ہے؟" زاویار نے سرگوشی کی۔ اس نے اپنا ہاتھ نور کے گال کے قریب دیوار پر رکھا، جیسے اسے اپنے حصار میں لے رہا ہو۔ "مجھے لگتا ہے جیسے وہ میری ملکیت میں نقب لگا رہا ہے۔

جیسے وہ میرے حصے کی ہوا میں سانس لے رہا ہے۔ تم پر صرف میرا حق ہے نور... تمہاری ان جھکی ہوئی آنکھوں پر، تمہارے ان آنسوؤں پر، تمہارے وجود کے ایک ایک ذرے پر

zubinovelszone.com

جھکی ہوئی آنکھوں پر، تمہارے ان آنسوؤں پر، تمہارے وجود کے ایک ایک ذرے پر صرف زاویار سکندر کا حق ہے۔"نور کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

"صاحب... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم غریب لوگ ہیں... آپ حویلی کے مالک اور میں..." "بھاڑ میں گئی حویلی اور بھاڑ میں گیا یہ سماج!" زاویار نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا دیا۔ "میں نے بہت کوشش کی نور، پچھلے دو ماہ سے خود سے لڑ رہا ہوں۔ سوچا تھا وقت آنے پر سب ٹھیک کروں گا۔ لیکن آج احمر کی نظروں نے مجھے بتا دیا کہ میں اب مزید انتظار نہیں کر سکتا۔ اگر میں نے آج تمہیں اپنا نہ بنایا، تو میں اس پوری دنیا کو

رہا ہوں۔ سوچا تھا وقت آنے پر سب ٹھیک کروں گا۔ لیکن آج احمر کی نظروں نے مجھے بتا دیا کہ میں اب مزید انتظار نہیں کر سکتا۔ اگر میں نے آج تمہیں اپنا نہ بنایا، تو میں اس پوری دنیا کو آگ لگا دوں گا۔" نور کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اسے لگا پسلیوں سے باہر آ جائے گا۔ زاویار کی آنکھوں میں محبت نہیں تھی، ایک جنون تھا، ایک ایسی ضد تھی جس کے آگے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ "لیکن بابا... مم میں بابا کے پاس جا رہی ہوں" نور نے روتے ہوئے کہا۔ زاویار کے چہرے پر ایک عجیب سا سکون آ گیا۔ "بابا کو میں نے سنبھال لیا ہے۔ اور خبردار تم یہاں سے میری اجازت

عجیب سا سکون آگیا۔ "بابا کو میں نے سنبھال لیا ہے۔ اور خبردار تم یہاں سے میری اجازت کے بغیر نہیں جا سکتی" نور چونکی۔ "کیا مطلب؟" "میں نے رحیم چچا کو ابھی آدھے گھنٹے پہلے ڈرائیور کے ساتھ شہر بھیج دیا ہے۔ یہ کہہ کر کہ کھاد اور بیج کا ضروری سامان لانا ہے۔ وہ صبح تک واپس نہیں آئیں گے۔" نور کو لگا اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ یہ شخص سب کچھ پہلے سے طے کر کے آیا تھا۔ "آپ... آپ کیا چاہتے ہیں؟" نور کی آواز لرز گئی۔ زاویار نے اپنی جیب سے رومال نکالا اور انتہائی نرمی سے، نور کے آنسو صاف کیے۔ اب اس کے چہرے سے وحشت غائب ہو گئی تھی۔۔ "میں تمہیں وہ

چاہتے ہیں؟" نور کی آواز لرز گئی۔ زاویار نے اپنی جیب سے رومال نکالا اور انتہائی نرمی سے، نور کے آنسو صاف کیے۔ اب اس کے چہرے سے وحشت غائب ہو گئی تھی۔۔ "میں تمہیں وہ عزت دینے جا رہا ہوں جس کا شاید تم نے خواب بھی نہیں دیکھا ہو گا۔

لیکن یاد رکھنا نور..." اس نے نور کی ٹھوڑی کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے اوپر اٹھایا تاکہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ سکے۔"... آج کے بعد تم اپنی مرضی کی مالک نہیں رہو گی۔ آج کے بعد تمہاری ہر سانس زاویار سکندر کی اجازت سے چلے گی۔" اس نے نور کا ہاتھ تھاما۔ اس کی گرفت سخت اور گرم تھی۔ "چلو میرے ساتھ۔" "کہاں؟" نور نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی،

بعد تمہاری ہر سانس زاویار سکندر کی اجازت سے چلے گی۔" اس نے نور کا ہاتھ تھاما۔ اس کی گرفت سخت اور گرم تھی۔"چلو میرے ساتھ۔""کہاں ؟"نور نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی، مگر زاویار کی گرفت فولادی تھی۔"وہاں، جہاں خدا کے سوا ہمارے درمیان کوئی نہیں ہو گا۔ گاڑی تیار ہے۔ اور خبر دار جو کسی کو بھنک بھی پڑی۔" زاویار نے اسے اسٹور روم سے باہر نکالا۔ نور ایک کٹھ پتلی کی طرح اس کے ساتھ گھسٹتی جا رہی تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے۔۔"مم میں نہیں جاؤں گی"۔۔وہ روتی ہوئی پیچھے ہٹ رہی تھی۔۔زویار نے اسے بازو سے کھینچا اور کئی راستوں

جاؤں گی"۔۔وہ روتی ہوئی پیچھے ہٹ رہی تھی۔۔زویار نے اسے بازو سے کھینچا اور کئی راستوں سے گزرتا ہوا اندھیرے میں کھڑی گاڑی کا دروازہ کھولتا پچھلی سیٹ پر پھینک گیا تھا۔۔گاڑی حویلی کے پچھلے گیٹ سے نکل کر اندھیروں میں گم ہو گئی۔

★★★

گاڑی کی رفتار انتہائی تیز تھی، مگر گاڑی کا توازن برقرار تھا۔باہر گھپ اندھیرا تھا اور ہیڈلائٹس کی روشنی سڑک کے سناٹے کو چیرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔گاڑی کے اندر موت کا سا سکوت تھا۔نور نے خود کو دروازے کے ساتھ بھینچ رکھا تھا،اس کے لب مسلسل

zubinovelszone.com

ہیڈ لائٹس کی روشنی سڑک کے سناٹے کو چیرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ گاڑی کے اندر
موت کا سا سکوت تھا۔ نور نے خود کو دروازے کے ساتھ بھینچ رکھا تھا، اس کے لب مسلسل
ہل رہے تھے اور وہ زیرِ لب آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ گاڑی کا
دروازہ کھول کر چھلانگ لگا دے، مگر وہ جانتی تھی
کہ اس رفتار میں چھلانگ لگانے کا مطلب موت ہے، اور اگر بچ بھی گئی تو زاویار سکندر اسے
پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالے گا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد گاڑی کچے راستے پر
مڑی اور ایک بڑے سے آہنی گیٹ کے سامنے رکی۔ گیٹ کھلا اور گاڑی اندر داخل ہو گئی۔ یہ
شہر سے دور زاویار کا ذاتی فارم ہاؤس تھا جہاں وہ اپنے انتہائی قریبی دوستوں کے علاوہ کسی کو

Zubinovelszone.com
Digital Library

مڑی اور ایک بڑے سے آہنی گیٹ کے سامنے رکی۔ گیٹ کھلا اور گاڑی اندر داخل ہوئی۔ یہ شہر سے دور، زاویار کا ذاتی فارم ہاؤس تھا، جہاں وہ اپنے انتہائی قریبی دوستوں کے علاوہ کسی کو نہیں لاتا تھا۔ گاڑی رکی۔ زاویار نے انجن بند کیا

اور گہرا سانس لے کر سٹیئرنگ وہیل پر سر ٹکا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے سر اٹھایا اور نور کی طرف دیکھا جو ابھی تک لرز رہی تھی۔ "نیچے اترو۔" اس نے نرم لیکن سپاٹ لہجے میں کہا۔ نور کے پیروں میں جیسے جان نہیں تھی۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے نیچے اتری۔ سامنے فارم ہاؤس کی عمارت روشنیوں میں نہائی ہوئی تھی، جو اس ویرانے میں کسی پر اسرار محل کی طرح لگ رہی تھی۔

Zubinovelszone.com

کے پیروں میں نیچے جان نہیں تھی۔وہ لڑکھڑاتے ہوئے نیچے اتری۔سامنے فارم ہاؤس کی عمارت روشنیوں میں نہائی ہوئی تھی، جو اس ویرانے میں کسی پر اسرار محل کی طرح لگ رہی تھی۔زاویار نے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھاما،

مگر اس بار گرفت میں سختی نہیں تھی، بلکہ ایک عجیب سی نرمی تھی۔وہ اسے لے کر اندر لاؤنج میں داخل ہوا۔اندر کا منظر دیکھ کر نور کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔لاؤنج میں تین مرد موجود تھے۔ایک سفید داڑھی والے مولوی صاحب جو صوفے پر بیٹھے تسبیح پڑھ رہے تھے، اور دو سوٹ میں ملبوس نوجوان جو زاویار کے دوست لگ رہے تھے۔نور کو سب کچھ سمجھ آ گیا "[illegible]" نور نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی

اور دو سوٹ میں ملبوس نوجوان جو زاویار کے دوست لگ رہے تھے۔ نور کو سب کچھ سمجھ آ گیا۔ "صاحب... یہ..." نور نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔

"یہ سب کون ہیں؟ مجھے گھر جانا ہے... خدا کا واسطہ..." زاویار نے اس کا راستہ روکا اور اسے دونوں کندھوں سے تھام کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ "نور! میری طرف دیکھو۔" نور نے روتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "میرے پاس دو راستے تھے نور،" زاویار نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ "یا تو میں آج تمہیں اسی طرح روتا ہوا چھوڑ دیتا اور کل احمر یا کوئی اور تمہاری طرف میلی آنکھ سے دیکھتا... یا پھر میں تمہیں وہ حصار دے دوں جسے توڑنے کی

zubinovelszone.com
Digital Books Library

تمہاری طرف میلی آنکھ سے دیکھتا... یا پھر میں تمہیں وہ حصار دے دوں جسے توڑنے کی جرات کوئی نہ کر سکے۔ میں نے دوسرا راستہ چنا ہے۔"

"لیکن میرے بابا...

"نور نے سسکی لی۔ "وہ مر جائیں گے اگر انہیں پتہ چلا کہ..." "انہیں کچھ پتہ نہیں چلے گا،"

زاویار نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "یہ نکاح ابھی صرف ان چار دیواروں کے بیچ رہے گا۔ جب صحیح وقت آئے گا، جب الیکشن کا شور تھم جائے گا، میں خود رحیم چچا کے پیروں میں گر کر معافی مانگ لوں گا اور تمہیں رخصت کروا کے لے جاؤں گا۔ لیکن آج... ابھی... تمہیں

جب صحیح وقت آئے گا، جب الیکشن کا شور تھم جائے گا، میں خود رحیم چچا کے پیروں میں گر کر معافی مانگ لوں گا اور تمہیں رخصت کروا کے لے جاؤں گا۔ لیکن آج... ابھی... تمہیں صرف مجھ پر بھروسہ کرنا ہے۔۔۔ ورنہ دوسرا راستہ بھی ہے میرے پاس۔۔۔ رحیم چچا کا ایکسڈنٹ بھی ہو سکتا ہے" نور کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ ایک کمزور لڑکی تھی جو ایک طاقتور مرد کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے بے بسی سے سر جھکا دیا۔

زاویار اسے لے کر صوفے پر بٹھایا۔ مولوی صاحب نے رجسٹر کھولا۔ نور کا سر جھکا ہوا تھا، آنسو اس کے گود میں گر رہے تھے۔ کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ صرف مولوی صاحب کی آواز

زاویار اسے لے کر صوفے پر بٹھایا۔ مولوی صاحب نے رجسٹر کھولا۔ نور کا سر جھکا ہوا تھا، آنسو اس کے گود میں گر رہے تھے۔ کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ صرف مولوی صاحب کی آواز گونج رہی تھی۔ مولوی صاحب نے نور سے مخاطب ہو کر پوچھا

"نور بی بی، بنتِ رحیم دین... کیا آپ کو زاویار سکندر، ولدِ سکندر حیات کے ساتھ پچاس ہزار حق مہر کے عوض نکاح قبول ہے؟" نور خاموش رہی۔ اس کے گلے میں جیسے کانٹے اگ آئے تھے۔ اسے بابا کا بوڑھا چہرہ یاد آ رہا تھا۔ زاویار، جو اس کے برابر میں دوسرے صوفے پر بیٹھا تھا، بے چین ہو گیا۔ مولوی صاحب نے دوبارہ پوچھا۔ "بیٹی؟ کیا آپ کو قبول ہے؟" پھر بھی

Zubinovelszone.com

تھے۔ اسے بابا کا بوڑھا چہرہ یاد آرہا تھا۔ زاویار، جو اس کے برابر میں دوسرے صوفے پر بیٹھا تھا، بے چین ہو گیا۔ مولوی صاحب نے دوبارہ پوچھا۔ "بیٹی؟ کیا آپ کو قبول ہے؟" پھر بھی خاموشی۔ زاویار نے چپکے سے میز کے نیچے سے ہاتھ بڑھایا

اور نور کا برف جیسا ٹھنڈا ہاتھ اپنے گرم ہاتھ میں لے کر زور سے دبایا۔ یہ دباؤ درخواست نہیں، وارننگ تھی۔ "بولو نور..." زاویار نے اتنی آہستہ سرگوشی کی کہ صرف نور سن سکی۔ "میری عزت اور تمہارے بابا کی زندگی... دونوں تمہاری زبان میں قید ہیں۔" نور نے کانپتے ہوئے لب کھولے۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور ایک آنسو اس کے گال پر لڑھک

"میری عزت اور تمہارے بابا کی زندگی... دونوں تمہاری زبان میں قید ہیں۔" نور نے کانپتے ہوئے لب کھولے۔ اس نے آنکھیں بند کرلیں اور ایک آنسو اس کے گال پر لڑھک گیا۔ "ق... قبول ہے..." آواز بمشکل نکلی۔

زاویار نے ایک لمبا سانس خارج کیا، جیسے اس کے سینے سے منوں بوجھ اتر گیا ہو۔ اس کی گرفت نور کے ہاتھ پر مزید مضبوط ہو گئی۔ تین بار اقرار کے بعد، رجسٹر نور کے سامنے رکھا گیا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے قلم تھاما اور ان جگہوں پر دستخط کر دیے جہاں مولوی صاحب نے انگلی رکھی تھی۔ یہ دستخط اس کی آزادی کے خاتمے کا اعلان تھا۔ جب زاویار کی باری آئی،

گیا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے قلم تھاما اور ان جگہوں پر دستخط کر دیے جہاں مولوی صاحب نے انگلی رکھی تھی۔ یہ دستخط اس کی آزادی کے خاتمے کا اعلان تھا۔ جب زاویار کی باری آئی، تو اس نے بنا پڑھے، پوری شانِ بے نیازی کے ساتھ دستخط کیے۔

اس کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ آج اس نے وہ حاصل کر لیا تھا جسے پانے کی تڑپ نے اسے پچھلے کئی ہفتوں سے پاگل کر رکھا تھا۔ گواہوں کے دستخط کے بعد، مولوی صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ دعا ختم ہوئی تو زاویار نے اپنے دوستوں کو اشارہ کیا، وہ مولوی صاحب کو لے کر باہر چلے گئے۔ کمرے میں اب صرف وہ دونوں رہ گئے تھے۔ نور

صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ دعا ختم ہوئی تو زاویار نے اپنے دوستوں کو اشارہ کیا، وہ
مولوی صاحب کو لے کر باہر چلے گئے۔ کمرے میں اب صرف وہ دونوں رہ گئے تھے۔ نور
ابھی تک سر جھکائے بیٹھی تھی۔ زاویار اپنی جگہ سے اٹھا
اور اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس نے آہستگی سے نور کے دونوں ہاتھوں کو اپنے
ہاتھوں میں لیا۔ "میری طرف دیکھو،" اس نے نرمی سے کہا۔ نور نے بھیگی ہوئی پلکیں
اٹھائیں۔ زاویار نے اپنی جیب سے ایک انگوٹھی نکالی۔ یہ ایک سادہ لیکن قیمتی ہیرے کی
انگوٹھی تھی۔ اس نے نور کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں وہ انگوٹھی پہنائی۔ "یہ کاغذ کا ٹکڑا
نہیں

انگوٹھی تھی۔ اس نے نور کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں وہ انگوٹھی پہنائی۔ "یہ کاغذ کا ٹکڑا نہیں تھا نور،" زاویار نے اس کے ہاتھ کو چومتے ہوئے کہا۔

اس کے لمس سے نور کے بدن میں سنسنی دوڑ گئی۔ "آج سے تم صرف نور نہیں ہو... تم 'نورِ زاویار' ہو۔ اُس حویلی کی، اور اس دل کی ملکہ۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر نور کے چہرے پر بکھری لٹیں ہٹائیں اور اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھ دیے۔ یہ پہلا لمس تھا جو جائز تھا، جس میں اب گناہ کا خوف نہیں تھا۔ "مجھے معاف کر دینا نور، اگر میرا طریقہ غلط تھا،" زاویار نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن میری محبت اتنی شدید ہے

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن میری محبت اتنی شدید ہے

کہ اس میں صحیح اور غلط کا فرق مٹ جاتا ہے۔" نور کچھ نہ بول سکی۔ وہ بس اسے دیکھتی رہی۔

خوف، دکھ اور ایک انجانا سا احساس اس کے اندر گڈمڈ ہو رہے تھے۔ "چلو،" زاویار کھڑا

ہوا۔ "میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔ صبح ہونے والی ہے، اور تمہارے بابا کے آنے سے پہلے

تمہیں گھر میں ہونا چاہیے۔" واپسی کا سفر بھی خاموش تھا، لیکن اب اس خاموشی کا رنگ بدل

چکا تھا۔ زاویار... وہ اب مطمئن تھا کہ اس کا نایاب ہیرا اب محفوظ تجوری میں آچکا ہے۔

★★★

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

★★★

نکاح کی اس طوفانی رات کے بعد جب اگلی صبح سورج طلوع ہوا، تو نور کے لیے دنیا وہی پرانی تھی، مگر اس کے دیکھنے کا انداز بدل چکا تھا۔ وہ اپنے کچے صحن میں چارپائی پر بیٹھی تھی۔ اس کے گلے میں کالے دھاگے میں پروئی ہوئی ہیرے کی وہ انگوٹھی لٹک رہی تھی جسے اس نے اپنی قمیض کے اندر چھپا رکھا تھا۔ یہ انگوٹھی اس کے دل کے ساتھ لگ کر دھڑک رہی تھی، اسے ہر پل یاد دلا رہی تھی کہ وہ اب تنہا نہیں ہے، وہ "نورِ زاویار" ہے۔

رحیم چچا صبح سویرے ہی شہر سے واپس آ گئے تھے۔ وہ خوش تھے کہ صاحب نے انہیں اتنے

اسے ہر پل یاد دلا رہی تھی کہ وہ اب تنہا نہیں ہے، وہ "نورِ زاویار" ہے۔

رحیم چچا صبح سویرے ہی شہر سے واپس آ گئے تھے۔ وہ خوش تھے کہ صاحب نے انہیں اتنے بڑے کام کے لیے چنا، انہیں خبر تک نہیں تھی کہ ان کی غیر موجودگی میں ان کی بیٹی کی تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ نور جب ناشتہ لے کر ان کے پاس گئی تو اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، اسے لگ رہا تھا کہ اس کے ماتھے پر لکھا ہے کہ وہ اب کسی کی امانت ہے۔ لیکن رحیم چچا اپنی باتوں میں مگن تھے۔

"بیٹی! چھوٹے صاحب واقعی بہت بڑے دل کے مالک ہیں،" رحیم چچا نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔ "ڈرائیور بتا رہا تھا کہ وہ عنقریب الیکشن لڑنے والے ہیں۔ اللہ انہیں کامیاب کرے، ہمارے لیے تو وہ سایہ دار درخت ہیں۔" نور نے سر جھکا لیا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ سایہ دار درخت اب صرف اس کا ہے۔ حویلی پہنچ کر جب وہ اوپر کی منزل پر گئی، تو اس کے قدم منوں وزنی ہو رہے تھے۔ پہلے وہ یہاں ایک ملازمہ کی حیثیت سے آتی تھی،

ڈرتی اور سہمی ہوئی۔ لیکن آج... آج وہ اس کمرے میں اپنی ملکیت کے احساس کے ساتھ

قدم منوں وزنی ہو رہے تھے۔ پہلے وہ یہاں ایک ملازمہ کی حیثیت سے آتی تھی، ڈرتی اور سہمی ہوئی۔ لیکن آج... آج وہ اس کمرے میں اپنی ملکیت کے احساس کے ساتھ داخل ہو رہی تھی۔ کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔ وہ آہستگی سے اندر داخل ہوئی۔ زاویار ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا گھڑی باندھ رہا تھا۔ آئینے میں نور کا عکس دیکھتے ہی اس کے ہاتھوں کی حرکت رک گئی۔ وہ مڑا۔ اس کے چہرے پر وہ روایتی سختی نہیں تھی، بلکہ ایک ایسی مسکراہٹ تھی جو نور کے دل کی دھڑکنیں روک دینے کے لیے کافی تھی۔

"آگئی میری نور؟" اس کی آواز میں شہد جیسی مٹھاس تھی۔ نور وہیں دروازے کے پاس رک

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

"آگئی میری نور؟" اس کی آواز میں شہد جیسی مٹھاس تھی۔ نور وہیں دروازے کے پاس رک گئی۔ شرم سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ "جی... صفائی کرنی تھی۔" زاویار نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔ اس نے دروازہ نور کے پیچھے سے بند کیا اور کنڈی لگا دی۔ نور کا دل زور سے دھڑکا۔ "صفائی بعد میں..." زاویار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا۔ "پہلے مجھے یہ دیکھنا ہے کہ میرا تحفہ کہاں ہے؟"

نور نے کانپتے ہاتھوں سے اپنے گلے میں پڑی چین باہر نکالی۔ ہیرے کی انگوٹھی زاویار کی قمیض کے ساتھ ٹکرائی۔ زاویار نے انگوٹھی کو چھوا، لیکن اس کی نظریں نور کی آنکھوں میں

Zubinovelszone.com
Digital Library

کر اسے اپنے قریب کیا۔ پہلے مجھے یہ دیکھنا ہے کہ تیرا نقشہ کہاں ہے!

نور نے کانپتے ہاتھوں سے اپنے گلے میں پڑی چین باہر نکالی۔ ہیرے کی انگوٹھی زاویار کی قمیض کے ساتھ ٹکرائی۔ زاویار نے انگوٹھی کو چھوا، لیکن اس کی نظریں نور کی آنکھوں میں تھیں۔ "یہ فی الحال چھپی رہے تو بہتر ہے، لیکن وعدہ ہے میرا، بہت جلد یہ تمہاری انگلی میں سب کے سامنے چمکے گی۔" اس نے دراز سے ایک نیا، قیمتی موبائل فون نکالا اور نور کے ہاتھ میں تھما دیا۔ "یہ کیا ہے؟" نور نے حیرت سے پوچھا۔ "ہمارا رابطہ،

" زاویار نے سرگوشی کی۔ "اس میں سم لگی ہوئی ہے اور صرف میرا نمبر محفوظ ہے۔ رات کو جب سب سو جائیں، تو مجھے تمہاری آواز سننی ہے۔ دن بھر حویلی میں ہم اجنبیوں کی طرح

میں تھما دیا۔ "یہ کیا ہے؟" نور نے حیرت سے پوچھا۔ "ہمارا رابطہ، " زاویار نے سرگوشی کی۔ "اس میں سم لگی ہوئی ہے اور صرف میرا نمبر محفوظ ہے۔ رات کو جب سب سو جائیں، تو مجھے تمہاری آواز سننی ہے۔ دن بھر حویلی میں ہم اجنبیوں کی طرح رہیں گے، لیکن رات... رات صرف ہماری ہوگی۔" نور نے جھجھکتے ہوئے فون لے لیا۔

"اب جاؤ، کام کرو۔ ورنہ بی اماں آجائیں گی اور میں نہیں چاہتا کہ انہیں شک ہو۔" اگلے چند ہفتے نور کی زندگی کے خوبصورت ترین دن تھے۔

وہ دن بھر حویلی میں کام کرتی، اور زاویار موقع ملتے ہی اسے کبھی لائبریری میں، کبھی

Zubinovelszone.com

ہفتے نور کی زندگی کے خوبصورت ترین دن تھے۔

وہ دن بھر حویلی میں کام کرتی، اور زاویار موقع ملتے ہی اسے کبھی لائبریری میں، کبھی برآمدے میں روک لیتا۔ کبھی وہ چلتے چلتے اسے کوئی چاکلیٹ تھما دیتا، کبھی کوئی کتاب جس میں گلاب کی پتیاں رکھی ہوتیں۔ وہ زاویار جو سب کے لیے ایک سخت گیر جاگیردار تھا، نور کے لیے ایک شرارتی اور محبت کرنے والا شوہر بن گیا تھا۔ رات کے وقت، جب رحیم چچا سو جاتے، نور کمبل میں منہ چھپا کر زاویار سے گھنٹوں باتیں کرتی۔

"آپ کو پتہ ہے زاویار..." وہ اب اسے نام سے پکارنے لگی تھی، اگرچہ ڈرتے ڈرتے۔ "آج

جاتے، نور کمبل میں منہ چھپا کر زاویار سے گھنٹوں باتیں کرتی۔

"آپ کو پتہ ہے زاویار..." وہ اب اسے نام سے پکارنے لگی تھی، اگرچہ ڈرتے ڈرتے۔ "آج بی اماں کہہ رہی تھیں کہ میرا کام بہت اچھا ہو گیا ہے۔" "انہیں کیا پتہ..." زاویار فون کی دوسری طرف ہنستا، "کہ تم کام دل سے اس لیے کرتی ہو کیونکہ وہ گھر اب تمہارا اپنا ہے۔" ان باتوں میں، ان چوری چھپے ملاقاتوں میں، نور کی محبت پروان چڑھنے لگی۔ وہ بھول گئی کہ یہ رشتہ ریت کی بنیاد پر کھڑا ہے۔ اسے زاویار کے ہر لفظ پر یقین تھا

کہ الیکشن کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ایک دن، لائبریری میں زاویار کام کر رہا تھا اور نور

رشتہ ریت کی بنیاد پر کھڑا ہے۔ اسے زاویار کے ہر لفظ پر یقین تھا

کہ الیکشن کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ایک دن، لائبریری میں زاویار کام کر رہا تھا اور نور

کافی کا کپ رکھنے آئی۔ زاویار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔ "زاویار... کوئی آ

جائے گا!" نور مچلی۔ "آنے دو، "زاویار نے اس کے بالوں میں انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔ "میں

تھک گیا ہوں نور۔ یہ سیاست، یہ زمینوں کے جھگڑے... دل چاہتا ہے سب چھوڑ چھاڑ کر

تمہیں لے کر کہیں دور چلا جاؤں۔

"نور نے اس کے چہرے پر پھیلی تھکاوٹ دیکھی تو اس کا دل پسیج گیا۔ اس نے بے اختیار ہاتھ

تمہیں لے کر کہیں دور چلا جاؤں۔

"نور نے اس کے چہرے پر پھیلی تھکاوٹ دیکھی تو اس کا دل پسیج گیا۔ اس نے بے اختیار ہاتھ بڑھا کر زاویار کے ماتھے کو دبایا۔ "میں ہوں نا آپ کے ساتھ،" اس نے نرمی سے کہا۔ "سب ٹھیک ہو جائے گا۔" زاویار نے اس کا ہاتھ چوم لیا۔ "ہاں، جب تک تم ہو، سب ٹھیک ہے۔" لیکن قدرت شاید کچھ اور ہی لکھ رہی تھی۔ اس رات، نور فون پر زاویار سے بات کر رہی تھی کہ اچانک رحیم چچا کی کراہنے کی آواز آئی۔

نور نے گھبرا کر فون تکیے کے نیچے چھپا دیا۔ "نور... کس سے باتیں کر رہی ہے؟" رحیم چچا نے

رہی تھی کہ اچانک رحیم چچا کی کراہنے کی آواز آئی۔

نور نے گھبرا کر فون تکیے کے نیچے چھپا دیا۔ "نور... کس سے باتیں کر رہی ہے؟" رحیم چچا نے نیم خوابیدہ لہجے میں پوچھا۔ "کو... کوئی نہیں بابا، وہ... وہ آیت پڑھ رہی تھی،" نور نے جھوٹ بولا، مگر اس کا دل سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔ رحیم چچا نے کروٹ بدلی اور سو گئے۔ نور نے سکھ کا سانس لیا، مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ جھوٹ اور یہ چھپن چھپائی زیادہ دن نہیں چلنے والی۔ حویلی میں زاویار کے مخالفین بھی متحرک تھے،

★★★

Zubinovelszone.com
Digital Library

★★★

محبت کے وہ چند ہفتے ہوا کے جھونکے کی طرح گزر گئے۔ حویلی میں الیکشن کی تیاریاں عروج پر تھیں اور زاویار کی مصروفیات بڑھتی جا رہی تھیں۔ نور کو اب اسے دیکھنے کے لیے گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا، لیکن رات کی وہ دو منٹ کی کال اس کے لیے پورے دن کا سرمایہ ہوتی تھی۔

پھر وہ منگل کی شام آئی، جو اپنے ساتھ طوفان لے کر آئی۔ حویلی کے مرکزی ہال میں کہرام مچا ہوا تھا۔ نور کچن میں تھی جب اس نے ملازموں کی بھاگ دوڑ دیکھی۔

معلوم ہوا کہ شمالی علاقوں میں سکندر خاندان کی زمینوں پر کوئی پرانا قبائلی جھگڑا دوبارہ سر اٹھا

معلوم ہوا کہ شمالی علاقوں میں سکندر خاندان کی زمینوں پر کوئی پرانا قبائلی جھگڑا دوبارہ سر اٹھا چکا ہے اور مخالفین نے وہاں قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالات اتنے کشیدہ تھے کہ اگر زاویار خود نہ جاتا تو خون خرابہ ہو سکتا تھا۔ نور گھبرا کر برآمدے میں آئی۔ باہر پورچ میں گاڑیوں کا قافلہ تیار کھڑا تھا۔ گارڈز اسلحہ لوڈ کر رہے تھے۔ زاویار، جو ہمیشہ نفاست سے تیار ہوتا تھا، آج شلوار قمیض کے اوپر چادر اوڑھے ہوئے تھا

اور اس کے چہرے پر شدید تناؤ تھا۔ وہ منشی جی کو سخت ہدایات دے رہا تھا۔ نور ستون کی اوٹ میں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھاگ کر اس کے پاس جائے اور

میں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھاگ کر اس کے پاس جائے اور پوچھے کہ وہ کب واپس آئیں گے؟ لیکن وہاں رحیم چچا بھی موجود تھے جو گاڑی میں سامان رکھوا رہے تھے۔ اچانک زاویار کی نظر ستون کے پیچھے چھپی نور پر پڑی۔ اس کے قدم ایک لمحے کے لیے رکے۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے بسی تھی۔

وہ سب کے سامنے اس سے مل نہیں سکتا تھا، اسے دلاسہ نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا، اور پھر اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر انگلی رکھی اور پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔ "وقت لگے گا، لیکن میں واپس آؤں گا، تم میرے دل میں ہو۔" یہ ایک خاموش پیغام تھا نور

طرف دیکھا، اور پھر اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر انگلی رکھی اور پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔

"وقت لگے گا، لیکن میں واپس آؤں گا، تم میرے دل میں ہو۔" یہ ایک خاموش پیغام تھا نور کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹپکا۔ اس نے بمشکل سر ہلایا۔ زاویار گاڑی میں بیٹھا، اور دیکھتے ہی دیکھتے گاڑیوں کا وہ قافلہ گرد اڑاتا ہوا حویلی کے گیٹ سے باہر نکل گیا۔

نور کو کیا معلوم تھا کہ یہ گرد بیٹھنے میں ابھی بہت وقت لگے گا۔ شروعات کے تین دن رابطہ رہا۔ زاویار راستے میں تھا، سگنل آتے جاتے تھے۔ "میں پہنچ گیا ہوں نور،" تیسری رات اس کا مختصر میسج آیا۔ یہاں حالات خراب ہیں، شاید کچھ دن فون نہ کر سکوں۔ پریشان مت ہونا،

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

کا مختصر میسج آیا۔ یہاں حالات خراب ہیں، شاید کچھ دن فون نہ کر سکوں۔ پریشان مت ہونا، اپنا خیال رکھنا۔" نور نے فوراً جواب لکھا، "میں انتظار کروں گی، اللہ آپ کی حفاظت کرے۔" لیکن چوتھے دن کے بعد فون خاموش ہو گیا۔

نور روز رات کو چھت پر جا کر نمبر ملاتی۔ "آپ کا ملایا ہوا نمبر فی الحال بند ہے..." یہ مشینی آواز نور کے لیے کسی موت کے پروانے سے کم نہیں تھی۔ ایک ہفتہ گزرا... پھر دوسرا... حویلی میں بھی خبریں کم آ رہی تھیں۔ ملازمین آپس میں کھسر پھسر کرتے۔ "سنا ہے چھوٹے صاحب پہاڑوں میں پھنس گئے ہیں،" ڈرائیور بتا رہا تھا۔ "وہاں لینڈ سلائیڈنگ سے

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

اور نور کے لیے یہ کسی موت کے پروانے سے کم نہیں تھی۔ ایک ہفتہ گزرا... پھر

دوسرا... حویلی میں بھی خبریں کم آرہی تھیں۔ ملازمین آپس میں کھسر پھسر کرتے۔ "سنا ہے

چھوٹے صاحب پہاڑوں میں پھنس گئے ہیں،" ڈرائیور بتارہا تھا۔ "وہاں لینڈ سلائیڈنگ سے

راستے بند ہیں اور دشمنوں نے ناکہ بندی کر رکھی ہے۔

"نور کا رنگ پیلا پڑنے لگا۔ وہ سارا دن دعائیں مانگتی رہتی۔ نہ اسے کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کا۔

رحیم چچا نے اس کی بگڑتی حالت دیکھی تو پریشان ہو گئے۔ "کیا ہوا بیٹی؟ تیری طبیعت ٹھیک

نہیں لگتی، رنگ بالکل سفید ہو گیا ہے۔" "کچھ نہیں بابا، بس گرمی ہے،" نور نے بات ٹال دی،

لیکن اندر سے وہ کھوکھلی ہو رہی تھی۔ اس کے پاس زاویار کی نشانی وہ فون تھا، جسے وہ ہر وقت

نہیں لگتی، رنگ بالکل سفید ہو گیا ہے۔" "کچھ نہیں بابا، بس گرمی ہے،" نور نے بات ٹال دی، لیکن اندر سے وہ کھوکھلی ہو رہی تھی۔ اس کے پاس زاویار کی نشانی وہ فون تھا، جسے وہ ہر وقت سینے سے لگائے رکھتی۔ ہر میسج کی ٹون پر اس کا دل اچھل کر حلق میں آجاتا، لیکن وہ صرف کمپنی کے میسجز ہوتے۔ تیسرا ہفتہ شروع ہوا۔

اب مایوسی نور کے رگ و پے میں اتر چکی تھی۔ اسے برے برے خیالات آتے۔ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو؟ اگر وہ واپس نہ آئے تو؟ اس کا کیا ہو گا؟ اس رشتے کا کیا ہو گا جس کا گواہ ان چار دیواروں اور خدا کے سوا کوئی نہیں تھا؟ ایک رات شدید بارش ہو رہی تھی۔ نور اپنے کمرے

پچھ ہو گیا تو؟ اگر وہ واپس نہ آئے تو؟ اس کا کیا ہو گا؟ اس رشتے کا کیا ہو گا جس کا گواہ ان چار دیواروں اور خدا کے سوا کوئی نہیں تھا؟ ایک رات شدید بارش ہو رہی تھی۔ نور اپنے کمرے میں بستر پر لیٹی فون کو تک رہی تھی۔

اچانک اس کے پیٹ میں ایک عجیب سی مروڑ اٹھی۔ اسے چکر آیا اور متلی محسوس ہوئی۔ وہ جلدی سے اٹھی اور صحن کی نالی پر جا کر الٹیاں کرنے لگی۔ بارش کے شور میں اس کی طبیعت کی خرابی کی آواز دب گئی، لیکن نور کے دل میں ایک نیا خوف جاگ اٹھا۔ وہ واپس کمرے میں آئی اور کانپتے ہاتھوں سے کیلنڈر دیکھا۔

تاریخیں گنتے گنتے اس کے ہاتھ سے کیلنڈر چھوٹ گیا۔ "نہیں..."

Zubinovelszone.com

آئی اور کانپتے ہاتھوں سے کیلنڈر دیکھا۔

تاریخیں گنتے گنتے اس کے ہاتھوں سے کیلنڈر چھوٹ گیا۔ "نہیں..." اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔ "یا اللہ نہیں... ابھی نہیں... وہ نہیں ہیں یہاں..." زاویار کی جدائی کا غم اپنی جگہ، لیکن اب ایک اور طوفان اس کی طرف بڑھ رہا تھا جو اس کی عزت، اس کے باپ کی پگڑی اور اس کی زندگی کو تنکے کی طرح اڑا لے جانے والا تھا۔ اُس نے رابطے کی کوشش کی مگر۔۔۔ نہ تو رابطہ ہونا تھا اور نہ ہی ہوا تھا۔۔

★★★

(فلیش بیک) (وقت: زاویار کے جانے سے 2 ہفتے پہلے) ابر موسلادھار بارش ہو رہی تھی

★ ★ ★

(فلیش بیک)(وقت: زاویار کے جانے سے 2 ہفتے پہلے) باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔

آسمان پر سیاہ بادلوں کا راج تھا جس کی وجہ سے دن کے وقت بھی شام کا گمان ہو رہا تھا۔ حویلی میں ایک عجیب سا سکون اور خاموشی تھی، کیونکہ تیز بارش کی وجہ سے زیادہ تر ملازم اپنے کوارٹرز میں آرام کر رہے تھے یا نیچے کچن میں مصروف تھے۔ نور ٹرے میں گرم کافی کا مگ لیے زاویار کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔

وہ صحن میں کچھ کام کرتی رہی تھی، جس کی وجہ سے چھتری ہونے کے باوجود بارش کی بوچھاڑ نے اس کے کپڑوں اور بالوں کو بھگو دیا تھا۔ اس کے گیلے بال چہرے پر چپکے ہوئے تھے اور وہ

Zubinovelszone.com

لیے زاویار کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔

وہ صحن میں کچھ کام کرتی رہی تھی، جس کی وجہ سے چھتری ہونے کے باوجود بارش کی بوچھاڑ نے اس کے کپڑوں اور بالوں کو بھگو دیا تھا۔ اس کے گیلے بال چہرے پر چپکے ہوئے تھے اور وہ ٹھنڈ سے ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی۔ اس نے دروازے پر دستک دی اور اندر داخل ہوئی۔ کمرے میں ہیٹر جل رہا تھا جس سے ماحول گرم تھا۔ زاویار کھڑکی کے پاس کھڑا باہر بارش کا نظارہ کر رہا تھا۔ نور کی آہٹ پر وہ مڑا۔ نور کو اس حال میں دیکھ کر—

گیلے کپڑے، بکھرے بال اور سردی سے سرخ ہوتی ناک—زاویار ایک دم سے ٹھٹھکا تھا۔ وہ

تھا۔ نور کی آہٹ پر وہ مڑا۔ نور کو اس حال میں دیکھ کر ـــ

گیلے کپڑے، بکھرے بال اور سردی سے سرخ ہوتی ناک ـــ زاویار ایک دم سے ٹھٹھکا تھا۔ وہ اس کی طرف بڑھا۔ نور نے ٹرے میز پر رکھی۔ "آپ کی کافی... "وہ جانے کے لیے مڑی۔ "ٹک... "دروازہ لاک ہونے کی آواز پر نور کے قدم وہیں جم گئے۔ اس نے گھبرا کر پیچھے دیکھا۔ زاویار نے دروازے کو کنڈی لگادی تھی اور اب وہ اسی دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا، راستہ روک کر۔ "زز۔ زاویار یہ کیا کر رہے ہیں؟"نور کا دل زور سے دھڑکا۔

"کوئی آجائے گا، دروازہ کھولیں۔" "کون آئے گا؟" زاویار آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ "باہر طوفان ہے نور، سب اپنے کمروں میں ہیں۔ اور اس کمرے میں... صرف میں ہوں اور میری بیوی۔" نور پیچھے ہٹتے ہٹتے دیوار سے جا لگی۔ "اگر بی اماں نے بلا لیا تو..." زاویار نے اس کے دونوں طرف دیوار پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ "تو میں کہہ دوں گا کہ میں نے تمہیں روک لیا تھا،

" اس نے نور کے گیلے بالوں کی لٹ کو انگلی میں لپیٹتے ہوئے کہا۔ "پلیز زاویار... مجھے جانے دیں..." نور نے شرما کر نظریں جھکا لیں۔ "نہیں،" زاویار نے انکار میں سر ہلایا اور جھک کر

دیں... "نور نے شرما کر نظریں جھکا لیں۔ "نہیں، "زاویار نے انکار میں سر ہلایا اور جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔" بہت دن ہو گئے چوری چھپے ملتے ہوئے۔ آج موسم بھی ہے، دستور بھی ہے اور موقع بھی۔ میں آج تمہیں جانے نہیں دوں گا۔ "اس نے نور کا چہرہ اوپر اٹھایا۔ کھڑکی کے شیشوں پر بارش کی بوندیں زور زور سے بج رہی تھیں،

جیسے وہ بھی ان کی محبت کا شور مچا رہی ہوں۔ "تمہارا شوہر ہوں نور، میرا حق ہے تم پر۔ کیا آج بھی انکار کرو گی؟ "نور نے اس کی آنکھوں میں وہ بے پناہ محبت اور طلب دیکھی تو اس کی اپنی مزاحمت دم توڑ گئی۔ اس نے آہستہ سے نفی میں سر ہلا دیا ڈر لگ رہا ہے؟ "اس نے

مزاحمت دم توڑ گئی۔ اس نے آہستہ سے نفی میں سر ہلا دیا ڈر لگ رہا ہے؟" اس نے پوچھا۔ "نہیں... "نور نے دھیمی آواز میں کہا۔ "اب نہیں لگتا، کیونکہ میں آپ کی ہوں۔ "زاویار نے مسکرا کر اسے اپنی بانہوں میں قید کر لیا۔ "ہاں، تم میری ہو... شرعی اور قانونی طور پر۔ اور آج اس بارش کو گواہ بنا کر، میں تمہارے اور اپنے درمیان بچا کچا فاصلہ بھی مٹا دینا چاہتا ہوں۔ "زاویار نے مسکرا کر اسے اپنی بانہوں میں قید کر لیا۔ (حال) زاویار کو گئے ہوئے چوتھا ہفتہ شروع ہو چکا تھا۔ نور کی طبیعت دن بدن بگڑ رہی تھی۔ صبح اٹھتے ہی اسے شدید چکر آتے اور متلی ہوتی۔ اسے کچھ بھی کھایا پیا ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ رحیم چچا نے کئی بار

Zubinovelszone.com

شدید چکر آتے اور متلی ہوتی۔ اسے کچھ بھی کھایا پیا ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ رحیم چچا نے کئی بار پوچھا، مگر نور

"معدہ خراب ہے" کہہ کر ٹالتی رہی۔ وہ نوٹ کر رہے تھے کہ نور کو مخصوص کھانوں کی خوشبو سے الٹی آ رہی ہے اور اس کا چہرہ پیلا پڑ چکا ہے۔ ایک صبح، نور صحن میں جھاڑو لگا رہی تھی کہ اچانک اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ وہ سنبھل نہ سکی اور دھڑام سے زمین پر گر گئی۔ "نور!!" رحیم چچا گھبرا کر دوڑے۔ انہوں نے جلدی سے پانی کے چھینٹے مارے۔ نور ہوش میں تو آ گئی، مگر اتنی کمزور تھی کہ اٹھ نہ سکی۔

zubinovelszone.com

نور ہوش میں تو آئی، مگر اتنی کمزور تھی کہ اٹھ نہ سکی۔

رحیم چچا کا ماتھا ٹھنکا۔ انہوں نے فوراً پڑوس کی "ماسی شمو" (جو گاؤں کی دائی تھی) کو بلایا۔ ماسی شمو نے آکر نور کو کمرے میں لٹایا۔ اُن کو باہر نکالا اور نور کا معائنہ کرنے لگی۔ نور کا دل ڈوب رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ کیا ہونے والا ہے۔ ماسی نے اس کی نبض دیکھی، پیٹ پر ہاتھ رکھا اور پھر نور کی آنکھوں میں دیکھا۔ ماسی کی آنکھوں میں ایک عجیب سا سوال تھا۔ "کب سے ہے یہ سب؟" ماسی نے سخت لہجے میں پوچھا۔ نور خاموش رہی،

آنسو تکیے میں جذب ہونے لگے۔ ماسی باہر نکلی۔ رحیم چچا صحن میں بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔ "کیا ہوا ماسی؟ کوئی بڑی بیماری تو نہیں؟" رحیم چچا نے لرزتی آواز میں پوچھا۔ ماسی نے

zubinovelszone.com
Digital Library

سب ؟" ماسی نے سخت لہجے میں پوچھا۔ نور خاموش رہی،
آنسو تکیے میں جذب ہونے لگے۔ ماسی باہر نکلی۔ رحیم چچا صحن میں بے چینی سے ٹہل رہے
تھے۔ "کیا ہوا ماسی ؟ کوئی بڑی بیماری تو نہیں ؟" رحیم چچا نے لرزتی آواز میں پوچھا۔ ماسی نے
اپنے دوپٹے سے ہاتھ پونچھے اور ایک حقارت بھری نظر رحیم چچا پر ڈالی۔ "مبارک ہو رحیم
دین... "ماسی نے زہر خند لہجے میں کہا۔ "بیماری نہیں ہے، تمہاری بیٹی کے امید سے ہے۔ دو
مہینے ہونے والے ہیں۔" رحیم چچا کو لگا جیسے کسی نے ان کے
کان کے نیچے زوردار تھپڑ مارا ہو۔ ان کے پیر لڑکھڑا گئے۔ "کیا... کیا کہہ رہی ہو؟ ہوش میں تو

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

مہینے ہونے والے ہیں۔" رحیم چچا کو لگا جیسے کسی نے ان کے

کان کے نیچے زوردار تھپڑ مارا ہو۔ ان کے پیر لڑکھڑا گئے۔ "کیا... کیا کہہ رہی ہو؟ ہوش میں تو

ہو؟ میری بیٹی کنواری ہے..." "کنواری ہوگی دنیا کے لیے،" ماسی نے اونچی آواز میں کہا، جسے

اب باہر گلی میں گزرتے لوگ بھی سن سکتے تھے۔ "اندر جا کر پوچھ لو اپنی لاڈلی سے کہ کس کا

گناہ پیٹ میں لیے پھرتی ہے۔" رحیم چچا پاگلوں کی طرح کمرے میں بھاگے۔ نور بستر پر سمٹی

رو رہی تھی۔ رحیم چچا نے آگے بڑھ کر اس کے بالوں میں

ہاتھ ڈالا اور اسے جھنجھوڑا۔ "سچ ہے یہ؟ بول! سچ ہے یہ؟" ان کی آواز میں درد اور غصہ دونوں

گناہ پیٹ میں لیے پھرتی ہے۔" رحیم چچا پاگلوں کی طرح کمرے میں بھاگے۔ نور بستر پر بیٹھی

رو رہی تھی۔ رحیم چچا نے آگے بڑھ کر اس کے بالوں میں

ہاتھ ڈالا اور اسے جھنجھوڑا۔ "سچ ہے یہ؟ بول! سچ ہے یہ؟" ان کی آواز میں درد اور غصہ دونوں

تھے۔ نور نے روتے ہوئے صرف سر ہلایا۔ "بابا... میری بات سنیں... وہ..." وہ کہنا چاہتی

تھی کہ یہ گناہ نہیں ہے، زاویار سکندر اس کے شوہر ہیں۔ یہ بچہ کوئی گناہ نہیں ہے۔۔ لیکن

رحیم چچا نے اس کی بات سننے سے پہلے ہی اسے زوردار تھپڑ مارا۔ "چپ!! زبان مت کھولنا۔ تو

نے میری سفید داڑھی کو کالک مل دی نور!

Zubinovelszone.com

نے میری سفید داڑھی کو کالک مل دی نور!

میں نے تجھے اس دن کے لیے پالا تھا؟" شور سن کر محلے کے لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔
بات آگ کی طرح پھیل گئی۔ "رحیم کی بیٹی..." "توبہ توبہ! شکل سے تو بڑی معصوم لگتی
تھی۔" "کس کے ساتھ منہ کالا کیا ہے؟" رحیم چچا نے نور کا بازو پکڑا اور اسے گھسیٹتے ہوئے
صحن میں لائے۔ لوگ تماشا دیکھ رہے تھے۔ ہر آنکھ میں نفرت تھی، ہر زبان پر طعنہ۔ نور
مٹی میں رل رہی تھی۔ وہ زاویار کو پکارنا چاہتی تھی،

مگر اس کا نام لینے کا مطلب تھا اس کی دشمنی مول لینا۔ زاویار نے منع کیا تھا کہ وقت سے پہلے

Digital Books Library
Zubinovelszone.com

مگر اس کا نام لینے کا مطلب تھا اس کی دشمنی مول لینا۔ زاویار نے منع کیا تھا کہ وقت سے پہلے کسی کو نہیں بتانا۔ "اسے گھر سے نکالو!" مجمعے سے آواز آئی۔ "یہ ہمارے گاؤں کی بدنامی ہے۔" رحیم چچا رو رہے تھے، ان کی پگڑی قدموں میں پڑی تھی۔ وہ شاید نور کو مار ڈالتے یا خود مر جاتے کہ اچانک... باہر گلی میں گاڑیوں کے ہارن اور ٹائروں کی چرچراہٹ سنائی دی۔

ایک کالی لینڈ کروزر، جو مٹی اور کیچڑ میں اٹی ہوئی تھی،

پوری رفتار سے آئی اور ہجوم کو چیرتی ہوئی نور کے گھر کے بالکل سامنے بریک لگا کر رکی۔

دروازہ کھلا۔ اور اس میں سے وہ شخص اترا جس کا انتظار نور کی ہر سانس کر رہی تھی۔ زاویار

پوری رفتار سے آئی اور ہجوم کو چیرتی ہوئی نور کے گھر کے بالکل سامنے بریک لگا کر رکی۔ دروازہ کھلا۔ اور اس میں سے وہ شخص اترا جس کا انتظار نور کی ہر سانس کر رہی تھی۔ زاویار سکندر! اس کے کپڑے سفر سے اٹے ہوئے تھے، چہرے پر تھکاوٹ تھی اور داڑھی بڑھی ہوئی تھی، مگر اس کی آنکھوں میں وہ آگ تھی جو سب کو جلانے کے لیے کافی تھی۔ اس نے زمین پر گری ہوئی نور کو دیکھا... پھر روتے ہوئے رحیم چچا کو...

اور پھر تماشائی ہجوم کو۔ اسے سب سمجھ آگیا۔ "خبردار!..." زاویار کی آواز شیر کی دھاڑ کی طرح گونجی۔ "اگر کسی نے اس لڑکی کی طرف انگلی بھی اٹھائی تو وہ ہاتھ جسم سے جدا کر دوں

اور پھر تماشائی ہجوم کو۔ اسے سب سمجھ آگیا۔ "خبردار!... "زاویار کی آواز شیر کی دھاڑ کی طرح گونجی۔ "اگر کسی نے اس لڑکی کی طرف انگلی بھی اٹھائی تو وہ ہاتھ جسم سے جدا کر دوں گا۔ "زاویار کی گرجدار آواز پر پورا مجمع جیسے پتھر کا ہو گیا۔ وہ لوگ جو ابھی نور پر پتھر اٹھانے کو تیار تھے، اب اپنی جگہوں پر جم گئے تھے۔ زاویار سکندر، جس کے غصے سے پورا علاقہ کانپتا تھا، اس وقت ایک زخمی شیر کی طرح ان کے سامنے کھڑا تھا۔

زاویار نے مجمعے کو چیرتے ہوئے قدم بڑھائے۔ اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ وہ سیدھا نور کے پاس آیا جو مٹی میں پڑی کانپ رہی تھی۔ اس نے جھک کر انتہائی نرمی سے نور کا بازو

zubiinovelszone.com
Digital Books Library

زاویار نے مجمعے کو چیرتے ہوئے قدم بڑھائے۔ اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ وہ سیدھا نور کے پاس آیا جو مٹی میں پڑی کانپ رہی تھی۔ اس نے جھک کر انتہائی نرمی سے نور کا بازو تھاما۔ وہ نور، جسے دنیا "ناپاک" کہہ رہی تھی، زاویار نے اسے سہارا دیا نور نے دھندلی آنکھوں سے اوپر دیکھا۔ "آ... آپ آ گئے؟" اس کی آواز ہچکیوں میں دبی ہوئی تھی۔ "میں آ گیا ہوں، نور،" زاویار نے اسے اپنے سینے سے لگایا،

اس کی پرواہ کیے بغیر کہ اس کے اپنے کپڑے مٹی سے خراب ہو رہے ہیں۔ "اور اب تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" رحیم چچا، جو ابھی تک صدمے کی کیفیت میں تھے،

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

اس کی پرواہ کیے بغیر کہ اس کے اپنے کپڑے مٹی سے خراب ہو رہے ہیں۔ "اور اب تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" رحیم چچا، جو ابھی تک صدمے کی کیفیت میں تھے، ہکلاتے ہوئے بولے، "چھوٹے صاحب... آپ... آپ اس سے دور رہیں، یہ بدکردار ہے، اس نے ہماری عزت..." "بس!!" زاویار نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش کروا دیا۔ اس کی آواز میں ایسی دھمک تھی کہ رحیم چچا سہم گئے۔

زاویار نے ایک نظر اس روتی ہوئی نور پر ڈالی اور پھر سر اٹھا کر مجمعے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔۔ "کس عزت کی بات کر رہے ہیں آپ رحیم چچا؟ اس عزت کی جسے آپ نے

زاویار نے ایک نظر اس روتی ہوئی نور پر ڈالی اور پھر سر اٹھا کر مجمعے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔۔ "کس عزت کی بات کر رہے ہیں آپ رحیم چچا؟ اس عزت کی جسے آپ نے ان تماش بینوں کے حوالے کر دیا؟" اس نے نور کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں سختی سے جکڑ لیا اور ایک ایک لفظ چبا کر بولا، تاکہ ہر شخص سن لے۔ "یہ لڑکی پاک ہے... اور جس بچے کی آپ لوگ بات کر رہے ہو، وہ کوئی گناہ نہیں ہے۔

"پورے مجمعے میں کھسر پھسر شروع ہو گئی۔ ماسی شمو نے حیرت سے منہ کھول لیا۔ "کیا مطلب؟" کسی نے ہمت کر کے پوچھا۔ "کیونکہ یہ میری بیوی ہے! نور زاویار سکندر! اور اس کے وجود میں پلنے والا بچہ میرا خون ہے، میرا جائز وارث ہے۔" الفاظ کسی بم دھماکے

zubinovelszone.com
Digital Books Library

مطلب؟" کسی نے ہمت کر کے پوچھا۔ "کیونکہ یہ میری بیوی ہے! نور زاویار سکندر! اور اس کے وجود میں پلنے والا بچہ... میرا خون ہے، اس حویلی کا وارث ہے۔" یہ الفاظ کسی بم دھماکے سے کم نہیں تھے۔ رحیم چچا کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ حیرت اور صدمے سے کبھی زاویار کو دیکھتے اور کبھی نور کو۔ "صاحب...

یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" "سچ کہہ رہا ہوں رحیم چچا،" زاویار کا لہجہ اب نرم ہو گیا تھا۔ "میں نے دو ماہ پہلے نور سے نکاح کیا تھا۔ میں اسے رخصت کروا کر لے جانے والا تھا، لیکن حالات نے مہلت نہیں دی۔ یہ میری غلطی ہے کہ میں وقت پر نہیں پہنچ سکا، لیکن یہ مت

یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟""سچ کہہ رہا ہوں رحیم چچا،"زاویار کا لہجہ اب نرم ہو گیا تھا۔
"میں نے دو ماہ پہلے نور سے نکاح کیا تھا۔ میں اسے رخصت کروا کر لے جانے والا تھا، لیکن
حالات نے مہلت نہیں دی۔ یہ میری غلطی ہے کہ میں وقت پر نہیں پہنچ سکا، لیکن یہ مت
سوچنا کہ میں اپنی عزت کو لاوارث چھوڑ دوں گا۔
"اس نے مجمعے کی طرف دیکھا جہاں اب شرمندگی کے سائے لہرا رہے تھے۔"آج کے
بعد..."زاویار نے انگلی اٹھا کر وارننگ دی،"اگر کسی نے میری بیوی یا میرے سسر، رحیم
دین کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا، تو اس کی آنکھیں سلامت نہیں رہیں گی۔"اس نے نور

Digital Books Library
Zubinovelszone.com

اس نے مجمعے کی طرف دیکھا جہاں اب شرمندگی کے سائے لہرا رہے تھے۔ "آج کے بعد..." زاویار نے انگلی اٹھا کر وارننگ دی، "اگر کسی نے میری بیوی یا میرے سسر، رحیم دین کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا، تو اس کی آنکھیں سلامت نہیں رہیں گی۔" اس نے نور کو بازوؤں میں اٹھا لیا۔ نور نے اپنا سر اس کے سینے میں چھپا لیا۔

آج اسے وہ پناہ مل گئی تھی جس کی اسے تلاش تھی۔ "چلو رحیم چچا،" زاویار نے گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے حکم دیا۔ "اپنی بیٹی کو رخصت نہیں کریں گے؟ حویلی اس کی منتظر ہے۔" رحیم چچا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، مگر یہ آنسو اب دکھ کے نہیں، تشکر کے تھے۔ انہوں نے بہتی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا اور چل دیے گاڑی کی طرف

طرف بڑھتے ہوئے حکم دیا۔ "اپنی بیٹی کو رخصت نہیں کریں گے؟ حویلی اس کی منتظر ہے۔" رحیم چچا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، مگر یہ آنسو اب دکھ کے نہیں، تشکر کے تھے۔ انہوں نے بہتی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا اور جلدی سے گاڑی کی طرف بڑھے۔

★★★

زاویار کے وسیع و عریض بیڈروم میں نیم تاریکی تھی۔ صرف بیڈ سائیڈ لیمپ کی سنہری روشنی جل رہی تھی۔ نور شاور لے کر نکل چکی تھی۔ اس نے سفید رنگ کا ریشمی ڈریس پہن رکھا تھا،

جل رہی تھی۔ نور شاور لے کر نکل چکی تھی۔ اس نے سفید رنگ کا ریشمی ڈریس پہن رکھا تھا، اور گیلے بالوں کو تولیے سے خشک کرتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اسٹول پر بیٹھی تھی۔

اس کی کلائیوں پر رحیم چچا کی سخت گرفت کے نشان نیل کی صورت میں موجود تھے اور پیروں پر خراشیں تھیں۔ باتھ روم کا دروازہ کھلا اور زاویار باہر نکلا۔

وہ فریش ہو چکا تھا۔ اس نے ٹراوزر اور سیاہ ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ اس کی نظر سیدھی نور پر پڑی جو آئینے میں اپنے بازو پر پڑے نیل کو دیکھ رہی تھی۔ زاویار کے جبڑے بھینچ گئے۔ اس نے تیزی سے دراز کھولا، فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور خاموشی سے چلتا ہوا نور کے پیچھے آ گیا۔

پڑی جو آئینے میں اپنے بازو پر پڑے نیل کو دیکھ رہی تھی۔ زاویار کے جبڑے بھنچ گئے۔ اس نے تیزی سے دراز کھولا، فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور خاموشی سے چلتا ہوا نور کے پیچھے آگیا۔

اس نے نور کے ہاتھ سے تولیہ لے کر ایک طرف رکھا۔ نور نے چونک کر آئینے میں اسے دیکھا۔ "زاویار... میں ٹھیک ہوں، یہ بس معمولی خراشیں ہیں۔" "خاموش!" زاویار نے نرمی مگر سختی سے کہا۔ اس نے نور کے بالوں کو ایک طرف کیا

اور جھک کر اس کی کلائی تھام لی۔ اس نے مرہم نکالا اور انتہائی نرم پوروں سے اس نیل پر لگانے لگا۔ "درد ہو رہا ہے؟" زاویار نے دھیمی آواز میں پوچھا، اس کی نظریں صرف اس زخم

لگانے لگا۔ "درد ہو رہا ہے؟" زاویار نے دھیمی آواز میں پوچھا، اس کی نظریں صرف اس زخم پر تھیں۔ "نہیں..." نور نے سرگوشی کی۔ زاویار نے نظر اٹھا کر آئینے میں نور کی آنکھوں میں دیکھا۔ پھر اس نے آہستگی سے جھک کر اس نیل زدہ کلائی پر اپنے لب رکھ دیے۔ نور کا سانس اٹک گیا۔ "مجھے معاف کر دو نور،

" زاویار نے اس کے کندھے پر تھوڑی رکھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ نور کے بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ "میں نے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں کانٹا نہیں چبھنے دوں گا، اور آج تمہیں مٹی میں رلتے ہوئے دیکھا۔ میرا دل کر رہا تھا کہ میں اپنی جان لے لوں۔" نور نے زاویار کا چہرہ اپنے ہاتھوں

تھا۔ "میں نے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں کانٹا نہیں چبھنے دوں گا، اور آج تمہیں مٹی میں رلتے ہوئے دیکھا۔ میرا دل کر رہا تھا کہ میں اپنی جان لے لوں۔" نور نے زاویار کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔ "آپ وقت پر آ گئے نا... میرے لیے یہی کافی ہے۔ آپ کو پتہ ہے؟ جب سب مجھے مارنے کو دوڑ رہے تھے، مجھے لگ رہا تھا میں مر جاؤں گی۔"

"تم میری زندگی ہو نور، میں تمہیں کیسے مرنے دیتا،" زاویار نے مسکرا کر اس کے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔ "اور اب تو ہمارے پاس جینے کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ چھوٹا سکندر آنے والا

Digital Books Library
zubinovelszone.com

"تم میری زندگی ہو نور، میں تمہیں کیسے مرنے دیتا،" زاویار نے مسکرا کر اس کے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔ "اور اب تو ہمارے پاس جینے کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ چھوٹا سکندر آنے والا ہے۔ "تمہیں پتہ ہے نور؟ میں نے وہاں پہاڑوں میں موت کو بہت قریب سے دیکھا۔ لیکن مجھے صرف ایک ہی خیال واپس لایا... کہ میری نور اکیلی ہے۔ لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ میں اکیلا نہیں آرہا، ہم دو سے تین ہونے والے ہیں۔

"نور نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنا شروع کیں۔ کمرے میں سکون تھا، خوشبو تھی اور محبت تھی۔ زاویار نے سر اٹھایا۔ اب ان دونوں کے چہرے بالکل قریب تھے۔ "آج کے

"نور نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنا شروع کیں۔ کمرے میں سکون تھا، خوشبو تھی اور محبت تھی۔ زاویار نے سر اٹھایا۔ اب ان دونوں کے چہرے بالکل قریب تھے۔ "آج کے بعد..." زاویار نے نور کی آنکھوں میں ڈوبتے ہوئے کہا، "تمہاری آنکھ سے گرنے والا ایک آنسو بھی میرے لیے موت ہے۔ تم اور یہ بچہ... اب میری کل کائنات ہو۔" اس نے آگے بڑھ کر نور کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

★★★

اگلی صبح حویلی میں ایک عجیب سا تناؤ تھا۔ رات کو زاویار کے خوف سے سب خاموش تھے،

★★★

اگلی صبح حویلی میں ایک عجیب سا تناؤ تھا۔ رات کو زاویار کے خوف سے سب خاموش تھے، لیکن سورج نکلتے ہی خاندانی غرور اور انا جاگ چکی تھی۔ نور فجر کی نماز پڑھ کر تیار ہوئی تھی۔ اس نے سر پر دوپٹہ اچھی طرح جمایا ہوا تھا، لیکن اس کے ہاتھ ٹھنڈے تھے۔ آج اسے پہلی بار ملازمہ بن کر نہیں، بلکہ بہو بن کر ناشتے کی میز پر جانا تھا۔ "ڈرو مت،" زاویار نے پیچھے سے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "میں تمہارے ساتھ ہوں۔

"وہ دونوں سیڑھیاں اتر کر ڈائننگ ہال میں آئے۔ وہاں ماحول برف کی طرح سرد تھا۔

zubinovelszone.com

آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "میں تمہارے ساتھ ہوں۔

"وہ دونوں سیڑھیاں اتر کر ڈائننگ ہال میں آئے۔ وہاں ماحول برف کی طرح سرد تھا۔

ڈائننگ ٹیبل کی سربراہی کرسی پر بیگم سکندر (زاویار کی والدہ) بیٹھی تھیں، جن کے چہرے پر ناگواری عیاں تھی۔ ساتھ ہی پھوپھو اور احمر بیٹھے تھے، جن کی آنکھوں میں نور کے لیے نفرت تھی۔ زاویار نے کرسی کھینچی۔ "بیٹھو نور۔" جیسے ہی نور بیٹھنے لگی، بیگم سکندر کی کڑک دار آواز گونجی۔ "رکو!" نور سہم کر رک گئی۔

بیگم صاحبہ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چمچ زور سے پلیٹ میں پٹخا۔ "زاویار! شاید تم بھول رہے ہو کہ

Zubinovelszone.com
Digital Library

دار آواز گونجی۔ "رکو!" نور سہم کر رک گئی۔

بیگم صاحبہ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چمچ زور سے پلیٹ میں پٹخا۔ "زاویار! شاید تم بھول رہے ہو کہ ہم کون ہیں اور یہ کون ہے۔ سکندر حویلی کے دستر خوان پر ہمارے ساتھ وہ لوگ نہیں بیٹھتے جو کل تک ہماری جوتیاں سیدھی کرتے تھے۔" زاویار کی آنکھوں میں غصے کی لہر دوڑی، مگر اس نے ضبط کیا۔ "امی! یہ اب رحیم مالی کی بیٹی نہیں، میری بیوی ہے۔ نور زاویار سکندر ہے۔ اور اس کا درجہ اب وہی ہے جو میرا ہے۔" "نکاح نامے پر سائن کرنے سے خون نہیں بدل جاتا!" پھوپھو نے طنز کا تیر چلایا۔ "رہے گی تو یہ کمی کمین ہی۔

Zubinovelszone.com

اور اس کا درجہ اب وہی ہے جو میرا ہے۔"" نکاح نامے پر

سائن کرنے سے خون نہیں بدل جاتا!" پھوپھو نے طنز کا تیر چلایا۔ "رہے گی تو یہ کمی کمین ہی۔

زاویار! تم نے پورے خاندان میں ہماری ناک کٹوا دی۔ سوچو لوگ کیا کہیں گے؟ کہ

سکندروں کے لڑکے کو کوئی اور نہیں ملی تھی؟"نور کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ بے عزت

ہونے کے لیے یہاں نہیں آئی تھی۔ اس نے زاویار کا ہاتھ چھوڑ کر پیچھے ہٹنے کی کوشش

کی۔ "زاویار... میں... میں کچن میں کھالوں گی... "زاویار نے سختی سے

اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔ "خبردار جو ایک قدم بھی پیچھے ہٹیں۔ "پھر وہ اپنی ماں کی طرف

اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔ "خبردار جو ایک قدم بھی پیچھے ہٹیں۔" پھر وہ اپنی ماں کی طرف مڑا۔ "امی جان! میں آپ کی عزت کرتا ہوں، اس لیے خاموش ہوں۔ لیکن آپ میری بیوی اور میرے ہونے والے بچے کی توہین کر رہی ہیں۔" "بچہ؟" بیگم صاحبہ نے حقارت سے ہنستے ہوئے کہا۔ "ہمیں کیا پتہ یہ خون کس کا ہے؟ ملازموں کی باتوں کا کیا اعتبار..." "بس!!!" زاویار نے میز پر اتنی زور سے مکا مارا کہ برتن اچھل گئے۔

احمر ڈر کر کرسی سے گرتے گرتے بچا۔ زاویار کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ ماں کا احترام اپنی جگہ، لیکن نور کے کردار اور بچے پر انگلی اٹھانا اس کے لیے ناقابلِ برداشت تھا۔ "میں نے بہت صبر

Zubinovelszone.com

احمر ڈر کر کرسی سے گرتے گرتے بچا۔ زاویار کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ ماں کا احترام اپنی جگہ، لیکن نور کے کردار اور بچے پر انگلی اٹھانا اس کے لیے ناقابلِ برداشت تھا۔ "میں نے بہت صبر کر لیا،" زاویار نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اس کی آواز اب اونچی نہیں، بلکہ خطرناک حد تک دھیمی تھی۔ "مجھے لگا تھا کہ وقت کے ساتھ آپ لوگ سمجھ جائیں گے۔ لیکن مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس حویلی کی دیواریں اونچی ضرور ہیں،

مگر یہاں کے لوگوں کے ظرف بہت چھوٹے ہیں۔ "کیا مطلب؟" بیگم صاحبہ کھڑی ہو گئیں۔ "تم اپنی ماں کو آنکھیں دکھا رہے ہو اس دو کوڑی کی لڑکی کے لیے؟" یہ دو کوڑی کی

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

گئیں۔ "تم اپنی ماں کو آنکھیں دکھا رہے ہو اس دو کوڑی کی لڑکی کے لیے؟" یہ دو کوڑی کی لڑکی میری کل کائنات ہے،" زاویار نے نور کو اپنے ساتھ لگایا۔ "اور میں اپنی کائنات کو وہاں نہیں رکھ سکتا جہاں اسے ہر سانس کے ساتھ ذلت کا زہر پینا پڑے۔

"اس نے چاروں طرف نفرت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے خاندان والوں کو دیکھا۔" یہ حویلی، یہ زمینیں، یہ خاندانی وقار... مبارک ہو آپ لوگوں کو۔ مجھے میری بیوی اور بچے کی ذہنی سکون سے زیادہ کچھ عزیز نہیں۔" وہ نور کی طرف مڑا۔ "چلو نور، اپنا سامان پیک کرو۔ ہم ابھی، اسی وقت شہر) والے گھر شفٹ ہو رہے ہیں۔

اور بچے کی ذہنی سکون سے زیادہ کچھ عزیز نہیں۔" وہ نور کی طرف مڑا۔ "چلو نور، اپنا سامان پیک کرو۔ ہم ابھی، اسی وقت شہر) والے گھر شفٹ ہو رہے ہیں۔

"زاویار!" بیگم صاحبہ نے چیخ کر پکارا۔ "اگر تم آج اس لڑکی کے ساتھ اس دہلیز سے نکلے، تو یاد رکھنا ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔" زاویار رکا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے دکھ ابھرا، مگر پھر اس نے مضبوطی سے نور کا ہاتھ تھام لیا۔ "جب آپ کا دل بڑا ہو جائے، تب بتایئے گا، ہم یہاں آ جائیں گے۔ فی الحال... خدا حافظ۔"

★★★

★★★

"زاویار... میری وجہ سے آپ نے اپنا گھر چھوڑ دیا؟ ماں ناراض ہو گئیں.." زاویار نے اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور سیٹ بیلٹ باندھی۔ "گھر وہ ہوتا ہے نور، جہاں سکون ہو۔ اور میرا سکون تم ہو۔ رہی بات امی کی، تو وہ ماں ہیں، آج نہیں تو کل مان جائیں گی۔ لیکن اگر ہم وہاں رہتے، تو وہ روز تمہیں طعنے دیتیں اور میں یہ برداشت کر کے پاگل ہو جاتا۔ ہمارے بچے کے لیے وہاں کا ماحول زہریلا تھا۔" اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

اور گاڑی سٹارٹ کی۔ "شہر میں ہماری اپنی دنیا ہو گی۔ کوئی روک ٹوک نہیں، کوئی طعنہ نہیں۔

Zubnovelszone.com
Digital

لیے وہاں کا ماحول زہریلا تھا۔" اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

اور گاڑی سٹارٹ کی۔ "شہر میں ہماری اپنی دنیا ہو گی۔ کوئی روک ٹوک نہیں، کوئی طعنہ نہیں۔

صرف میں، تم اور ہمارا آنے والا کل۔" گاڑی حویلی کے عالی شان گیٹ سے باہر نکلی۔ نور نے

مڑ کر اس حویلی کو دیکھا جس نے اسے بہت دکھ دیے تھے، مگر اسی حویلی نے اسے زاویار جیسا

ہیرا بھی دیا تھا۔ اس نے زاویار کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ "جہاں آپ... وہاں میرا

گھر۔" گاڑی دھول اڑاتی ہوئی گاؤں کے راستوں سے نکل کر ہائی وے پر چڑھ گئی،

ایک نئی زندگی اور نئی شروعات کی طرف۔ حویلی پیچھے رہ گئی تھی، اور محبت جیت کر آگے بڑھ

گئی تھی

ایک نئی زندگی اور نئی شروعات کی طرف۔ حویلی پیچھے رہ گئی، اور محبت جیت کر آگے بڑھ گئی تھی۔ (وقت: ایک سال بعد) شہر کے پوش علاقے میں بنے ہوئے خوبصورت گھر کے لاؤنج میں خاموشی تھی۔ نور صوفے پر بیٹھی اپنی گود میں کھیلتے ہوئے کچھ ماہ کے بیٹے "شاہمیر سکندر" کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ بچہ بالکل زاویار کی کاپی تھا—وہی تیور، وہی آنکھیں۔

زاویار اپنے لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا،

مگر بیچ بیچ میں نظر اٹھا کر ان دونوں کو دیکھ لیتا، جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ یہ سکون اس کا مقدر ہے۔ اچانک دروازے کی گھنٹی بجی۔ ملازم نے جا کر دروازہ کھولا۔ "صاحب... باہر حویلی کی گاڑی آئی ہے" ملازم نے آکر اطلاع دی۔ زاویار اور نور نے چونک کر ایک دوسرے کو

مگر بیچ بیچ میں نظر اٹھا کر ان دونوں کو دیکھ لیتا، جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ سکون اس کا مقدر ہے۔ اچانک دروازے کی گھنٹی بجی۔ ملازم نے جا کر دروازہ کھولا۔ "صاحب... باہر حویلی کی گاڑی آئی ہے۔" ملازم نے آ کر اطلاع دی۔ زاویار اور نور نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ زاویار کے ماتھے پر تیوری چڑھ گئی۔ وہ لیپ ٹاپ بند کر کے کھڑا ہو گیا۔ "میں دیکھتا ہوں کون ہے،" اس نے نور کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک جاتا، ایک شناسا اور رعب دار شخصیت اندر داخل ہوئی۔ بیگم سکندر۔

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک جاتا، ایک شناسا اور رعب دار شخصیت اندر داخل ہوئی۔ بیگم سکندر۔

لیکن وہ وہ عورت نہیں لگ رہی تھیں جو ایک سال پہلے نفرت سے بھری ہوئی تھیں۔ ان کے چہرے پر تھکاوٹ تھی، آنکھوں میں نمی اور چال میں وہ پرانا غرور غائب تھا۔ زاویار وہیں رک گیا۔ اس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔ "آپ؟" زاویار کی آواز میں سرد مہری تھی۔ "خیر تو ہے بیگم صاحبہ؟ آپ نے غریبوں کے گھر کا راستہ کیسے دیکھ لیا؟" "زاویار..." ان کی آواز بھرا گئی۔

"میں ماں ہوں... اور ممتا ہار گئی۔ میں اپنی انا کے محل میں اکیلی رہ گئی تھی بیٹا،

zubinovelszone.com

گیا۔ ان کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔ "آپ؟" زاویار کی آواز میں سرد مہری تھی۔ "خیر تو ہے بیگم صاحبہ؟ آپ نے غریبوں کے گھر کا راستہ کیسے دیکھ لیا؟" "زاویار..." ان کی آواز بھرا گئی۔ "میں ماں ہوں... اور ممتا ہار گئی۔ میں اپنی انا کے محل میں اکیلی رہ گئی تھی بیٹا، اور تم اپنی چھوٹی سی دنیا میں خوش ہو۔" ان کی نظر نور پر پڑی جو بچے کو سینے سے لگائے کھڑی تھی۔ بیگم صاحبہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی نور کے پاس آئیں نور ڈر کر پیچھے ہٹنے لگی، "میں نے ہیرے کو پتھر سمجھا تھا۔ اس خالی حویلی نے مجھے سکھا دیا کہ اینٹ پتھروں سے گھر نہیں بنتے، گھر بسانے کے لیے 'نور' کی ضرورت ہوتی ہے۔" پھر ان کی نظر ننھے شاہمیر پر پڑی جو اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے دادی کو گھور رہا تھا۔ "میرا پوتا

Zubinovelszone.com
Digital Library

ہیرے کو پتھر سمجھا تھا۔ اس خالی حویلی نے مجھے سکھا دیا کہ اینٹ پتھروں سے گھر نہیں بنتے، گھر بسانے کے لیے 'نور' کی ضرورت ہوتی ہے۔" پھر ان کی نظر ننھے شاہمیر پر پڑی جو اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے دادی کو گھور رہا تھا۔ "میرا پوتا...

" بیگم صاحبہ نے کانپتے ہاتھوں سے بچے کو لینا چاہا۔ نور نے مسکرا کر بچہ ان کی گود میں دے دیا۔ بیگم صاحبہ نے بچے کو سینے سے لگایا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں۔ "بالکل زاویار ہے۔ وہی تیور، وہی آنکھیں۔ یہ سکندر خاندان کا اصل وارث ہے۔" زاویار کی آنکھوں میں بھی نمی آ گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنی ماں کو گلے لگا لیا۔ "میں آپ سے ناراض نہیں تھا امی، بس دکھ تھا۔" انہوں نے زاویار اور نور دونوں کا ہاتھ تھاما۔ "چلو، اب واپس چلو، وہ حویلی تم

وہی تیور، وہی آنکھیں۔ یہ سکندر خاندان کا اصل وارث ہے۔" زاویار کی آنکھوں میں بھی نمی آگئی۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنی ماں کو گلے لگا لیا۔ "میں آپ سے ناراض نہیں تھا امی، بس دکھی تھا۔" انہوں نے زاویار اور نور دونوں کا ہاتھ تھاما۔ "چلو... اب واپس چلو۔ وہ حویلی تم دونوں کے بغیر قبرستان لگتی ہے۔ رحیم بھی بوڑھا ہو گیا ہے،

وہ روز چھپ کر روتا ہے۔ چلو اپنے گھر کو رونق بخش دو۔" نور نے سوالیہ نظروں سے زاویار کو دیکھا۔ زاویار نے مسکرا کر سر ہلایا۔ "ٹھیک ہے امی... لیکن ایک شرط پر۔" "کیا؟" "وہاں اس بار نور 'مالی کی بیٹی' بن کر نہیں، بلکہ اس حویلی کی 'مالکن' بن کر داخل ہو گی۔ اور گھر کا ہر

دیکھا۔ زاویار نے مسکرا کر سر ہلایا۔ "ٹھیک ہے امی... لیکن ایک شرط پر۔" "کیا؟" "وہاں اس بار نور 'مالی کی بیٹی' بن کر نہیں، بلکہ اس حویلی کی 'مالکن' بن کر داخل ہو گی۔ اور گھر کا ہر فیصلہ اس کی مرضی سے ہو گا۔" بیگم صاحبہ نے ہنس کر آنسو پونچھے اور سر ہلایا۔ "منظور ہے۔

اس حویلی کی چابیاں آج سے نور کے پاس ہوں گی۔"

★★★

شام کا وقت تھا۔ گاڑیوں کا قافلہ دوبارہ سکندر حویلی کے گیٹ میں داخل ہوا۔ لیکن اس بار منظر الگ تھا۔ ملازم قطار باندھے کھڑے تھے اور پھول نچھاور کر رہے تھے۔ رحیم چچا سب

zubinovelszone.com
Digital Books Library

منظر الگ تھا۔ ملازم قطار باندھے کھڑے تھے اور پھول نچھاور کر رہے تھے۔ رحیم چچا سب سے آگے کھڑے تھے، ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ گاڑی رکی۔ زاویار اترا اور دوسری طرف سے جا کر نور کے لیے دروازہ کھولا۔ نور نے گود میں شاہمیر کو اٹھا رکھا تھا۔ اس نے قدم زمین پر رکھا تو سب کی نظریں جھک گئیں۔

زاویار نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر مرکزی دروازے کی طرف بڑھا۔ "دیکھا نور؟" زاویار نے سرگوشی کی۔ "میں نے کہا تھا نا، کہ ایک دن تم یہاں سر اٹھا کر داخل ہو گی۔" نور نے مسکرا کر زاویار کو دیکھا اور پھر اپنے بابا کو جو دوڑ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھنے آ رہے تھے۔

Zubinovelszone.com
Digital Books Library

زاویار نے سرگوشی کی۔ "میں نے کہا تھا نا، کہ ایک دن تم یہاں سر اٹھا کر داخل ہو گی۔" نور نے مسکرا کر زاویار کو دیکھا اور پھر اپنے بابا کو جو دوڑ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھنے آرہے تھے۔

کہانی کا وہ باب جو بدنامی سے شروع ہوا تھا، محبت اور عزت پر ختم ہوا۔

The End

Digital Books Library
Zubinovelszone.com